SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday June 18, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair

---

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضراً و ما عملت من سوء تودلو ان بینھا و بینہ امدا بعیدا ویحذرکم اللّٰہ نفسہ و اللّٰہ رؤف بالعباد۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعو نی یحببکم اللّٰہ و یغفرلکم ذنوبکم و اللّٰہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللّٰہ وا لرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین۔

ترجمہ۔ جس دن ہرشخص موجود پائے گا اپنے سامنے اس نیکی کو جو اس نے کی تھی اور جو کچھ کہ اس نے برائی کی تھی اس دن چاہے گا کہ کاش درمیان اس کے اور درمیان اس کی برائی کے مسافت دور کی ہو اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پرشفقت کرنے والا ہے۔ کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday June 18, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair

---

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضراً و ما عملت من سوء تودلو ان بینہا و بینہ امدا بعیدا ویحذر کم اللّٰہ نفسہ و اللّٰہ رؤف بالعباد۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعو نی یحببکم اللّٰہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللّٰہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللّٰہ وا لرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین۔

ترجمہ۔ جس دن ہر شخص موجود پائے گا اپنے سامنے اس نیکی کو جو اس نے کی تھی اور جو کچھ کہ اس نے برائی کی تھی اس دن چاہے گا کہ کاش درمیان اس کے اور درمیان اس کی برائی کے مسافت دور کی ہو اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔ کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ

محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

(سورۃ ال عمران۔ آیت ۳۰ تا ۳۲)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد

I will take up the leave applications.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا-----

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: پہلے آپ leave applications پڑھ لیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب ظفر اقبال جھگڑا ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4 تا 16 جون اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد علی درانی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4 تا 6 اور 11 سے 17 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 14 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب میر محمد نصیر مینگل ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 تا 17 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب نجم الدین خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض سرکاری مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 18 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جی، بھنڈر صاحب۔

Privilege Motion

Amending substantive laws through Finance Bill 2008

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, this is a Privilege Motion, moved by me and Senator Kamil Ali Agha, Senator Tahir Hussain Mushhadi, Senator Agha Pari Gul, Senator Nelofar Bukhtiar, Senator Bibi Yasmin Shah, Senator Sardar Muhammad Jamal Khan, Senator Semeen Siddiqui, Senator Haroon Khan, Senator Dr. Khalid Ranjha and Senator Dr. Muhammad Ali Brohi. Sir, now I read the Privilege Motion.

The Ministry of Finance while preparing the Finance Bill, 2008 have included 27 Acts and Ordinances, list attached, as Money Bill whereas those Bills do not fall within the definition of Money Bill, given in Article 73 of the Constitution. This act is a deliberate attempt to bypass and deprive the Senate from considering the said enactments or amendments made therein and an authorised or shortcut method of legislation by one House only has been adopted as against the provision

of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973. This amounts to great breach of privilege of the Senate of Pakistan, calling for its immediate attention and intervention for the protection of the privileges of this House.

جناب والا! میں اس Privilege Motion کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ کو معلوم ہے کہ جب Finance Bill ہمارے پاس آیا تھا، تو ہم نے اسے study کیا اور دیکھا کہ اس میں 27 pieces of legislations شامل کئے گئے تھے اور ان 27 pieces of legislation میں Money Bill نہیں تھے۔ ان میں ججوں کی تعداد بڑھانے کا بل بھی آ گیا جس کا Money Bill سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ Criminal Procedure Code بھی آ گیا، جس کا Money Bill سے کوئی تعلق نہیں تھا، Penal Code بھی آ گیا جس کا Money Bill سے کوئی تعلق نہیں تھا اور ہم نے ان قوانین کی ایک list بھی ساتھ شامل کی ہے جن کا تعلق Money Bill سے نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی فراخدلی تھی کہ کل انہوں نے 5 bills کے متعلق تسلیم کیا لیکن جناب والا! یہ صرف 5 نہیں ہیں، یہ بات thrash ہونے کے قابل ہے۔ میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اسے thrash کیا جائے۔ جناب والا! ہر سال اس طرح ہوتا ہے۔ جناب والا! میں plainly عرض کروں کہ جب ہم وہاں اس طرف بیٹھے ہوئے تھے، یہ کام اس وقت بھی ہوا، ضرور ہوا اور ہم نے اس وقت بھی سینیٹ کے حقوق کی خاطر احتجاج کیا تھا اور آج بھی سینیٹ کے حقوق کی خاطر احتجاج کرتے ہیں کہ سینیٹ کو اس طرح bypass نہ کیا جائے۔ جناب والا! یہ ہوتا ہے کہ 27 bills pass کر لیے جاتے ہیں اور اس کے بعد ministries relax ہو جاتی ہیں کہ ہم نے سارے bills pass کروا لیے ہیں اور اب کسی legislation کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر ہم Law and Order کی situation discuss کرتے ہیں، education policy discuss کرتے ہیں، health policy discuss کرتے ہیں، جناب والا! جب کہ ہمارا اصل کام legislation ہے۔ جو کام بھی آپ کسی ministry کے بارے میں کرنا چاہتے ہیں، اسے آپ legislation کے ذریعے لائیے۔ باہر کے ممالک میں اگر کسی road traffic قانون میں چالان کرنے کے بارے میں کوئی ترمیم

کرنی ہوتی ہے تو وہ بھی law سے ہوتی ہے۔ اس لیے آپ laws لائیں، ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اجلاس بلائیں اور laws کے ذریعے ترامیم کریں، laws کے ذریعے اپنے ملک اور اپنے عوام کو چلائیے۔ یہ طریقہ نہیں ہے کہ سارے bills اس Money Bill میں ڈال لیں۔ یہ ایک Money Bill ہوگا اور Money Bill میں کوئی amendment بھی نہیں آ سکے گی اور سارے bills پاس ہو جائیں گے۔ سینیٹ صرف اپنی recommendations بھیج دے گا۔

جناب والا! ہم کتنی ہی محنت کرکے recommendations بھیجیں اور وہاں ہماری کتنی بھی recommendations accept ہو جائیں لیکن وہ بات کہ جب یہاں statute آئے گا--- جناب والا! ویسے یہ کام تو پورے سال کا ہے۔ اگر یہ ان 27 pieces of legislation کو independent legislation کے طور پر لائیں تو ان کے حسن و قبا کو ہم اچھی طرح سے دیکھ سکتے ہیں۔ جناب والا! frankly speaking بہت سارے statutes ایسے ہیں جن کو ہم time constrain کی وجہ سے دیکھ بھی نہیں سکے۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ practice ختم ہونی چاہیے۔ یہ سینیٹ کا ایک privilege ہے کہ ہر bill کے متعلق جو enactment آئے، اسے اس ہاؤس میں بھی لایا جائے اور یہ ہاؤس اس پر اپنی رائے دے کر اسے پاس کرے یا اگر اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہے تو اسے mediation committee میں بھیجا جائے لیکن جناب والا! ہمیں اپنے حق سے تو محروم نہ کیا جائے۔ اس لیے ہم سب دوستوں نے جن کے میں نے نام پڑھے ہیں، یہ Privilege Motion move کی ہے کہ یہ practice ہمیشہ کے لیے تب ہی بند ہوگی جب اس پر سینیٹ action لے گی۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس motion کو منظور کیا جائے۔ اس کے متعلق بے شک قائد ایوان سے بھی رائے لے لی جائے کیونکہ وہ بھی ہمارا حصہ ہیں۔ ان کا بھی اس میں استحقاق مجروح ہوا ہے، ان کا بھی استحقاق ہے کہ ان میں ان کی، اعظم سواتی صاحب یا جھگڑا صاحب کی رائے شامل ہو لیکن اس میں تو ان کا کوئی دخل نہیں ہے اور ان کی کوئی رائے شامل نہیں ہے۔ خدا را! ہمیں یہ موقع تو دیجئیے کہ ہم جس کام کے لیے elect ہوئے ہیں، وہ فرائض منصبی بھی ادا کریں اور یہ قوانین سینیٹ کے سامنے بھی آئیں، اس لیے اس Privilege Motion کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان)، جناب چیئرمین صاحب! میں شروع میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابتدا میں، میں نے یہ بات اٹھائی تھی اور اس میں، میں نے یہ point out بھی کیا تھا کہ 12 ایسے قوانین میرے نقطہ نظر کے مطابق ہیں جو Money Bill نہیں بنتے لیکن اس بات سے قطع نظر اگر strictly قوانین اور rules کی روشنی میں دیکھیں تو پھر جناب چیئرمین! یہ Privilege Motion فی الوقت نہیں بنتی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ اس لیے نہیں بنتی ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی یہ Privilege Motion premature ہے اور یہ assumption پر based ہے کہ یہ تمام کے تمام قوانین جو Finance Bill, 2008 میں درج ہیں، پاس ہو جائیں گے۔ جناب والا! اس وقت Finance Bill, 2008 قانون نہیں بنا۔ وہ محض ابھی legislation کے لیے ایک proposal ہے اور اس proposal میں جیسے آپ نے کل دیکھا کہ 5 بلوں کے متعلق وزیر خزانہ نے پہلے ہی کہہ دیا ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ تین مزید bills ہیں، جن کے بارے میں غور کر رہے ہیں۔ ابھی اس بل نے نیشنل اسمبلی میں جانا ہے۔ نیشنل اسمبلی اس Finance Bill کے ساتھ کیا کرتی ہے، وہ ایک الگ بات ہے، لہذا the first point is that it is premature. It has not become a law and therefore, no cause of action has occurred for a breach of privilege. Neither the privilege of the House has been breached nor the privilege of any member, *strictosenso*. There is no cause of action till now. The other point that I would like to make here sir, that with the exception of Senator Anwar Bhinder, with the exception of Senator Ranjha and with the exception of the honourable Leader of the Opposition, none of the other Senators have come with clean hands. They were part and parcel of all those bills and I have all those bills here. Mr. Chairman! these are all the Finance Bills that were passed by this House, and all of them carried

legislation which did not fall within the ambit of a Money Bill. But with exception of these three Senators I had a full stake of books over here which carried the verbatim of this House where all other Senators supported the contention that was raised by the Opposition and which is duly supported by these three Honourable Senators and in fact in the Bill of 2007, Mr Ranjha was perhaps the first man in his speech to have raised this contention, so therefore No. 1. It's premature, No. 2. No cause of action has been appeared till now and No. 3. The exception of three Senators, the others have not come with clean hands.

They have been a part and parcel of the breach of privilege of this House and they have gone along with that despite the fact that they had the majority at that time in this House, they could have stopped it, that they did not stop at that time and further more Mr. Chairman! there are two rulings, there is the ruling of Mr. Miraj Khalid and there is the ruling of Mr. Wasim Sajjad as Chairman of Senate, in which they have said and in which I put aside Mr. Miraj Khalid for the moment but the ruling of Mr. Wasim Sajjad is in all forms, because it deals with the matter where a privilege motion was moved by the honourable Prof. Khurshid sometimes in the 80s and that dealt with an Ordinance of Zakat and Ushr which was sought to be amended by a Money Bill and there exactly the same arguments were advanced by them at that time. The then Chairman, who was Mr. Wasim Sajjad has observed in his ruling that this is not a privilege motion and they raised it correctly after the Money Bill has been passed because it said under Article 73, the finality of what

is or what constitutes the Money Bill is to be decided by the Speaker and once the Speaker has decided that (A) bill or (B) bill or (C) bill constitutes a Money Bill, therefore I as Chairman Senate, because of the wording, if I remember correctly, is probably Clause 3, because of the wording of Clause 3 of the Constitution, I can not go into this matter and therefore the alternative remedy of going to court of law is open to any and everybody including the Members of the Senate. But having said all of these sir, I will still not press these arguments. Since I raised this question earlier, we believe in the supremacy of this House, we believe that yes this House should not be by passed in the legislation, therefore, Mr. Chairman! I have no objection if this matter is referred to the Privileges Committee.

(Thumping of desks)

جناب چیئرمین، رانجھا صاحب matter refer ہو گیا

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, This is clarification sir. Only clarification.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، رانجھا صاحب کو سن لیں، پھر میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ آپ ہی کے دوست ہیں۔ کالج کے دوست ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، پہلی بات تو یہ ہے کہ I am very grateful to the House, it is very magnanimous approach بلکہ آج بارہ کہہ رہے ہیں، ابھی وہ چودہ کہہ رہے تھے۔ جو bottom line ہوتے ہیں laws وہی اس طرح گنتے ہیں We have said۔ میں کہہ رہا تھا کہ چوبیس نہیں ہونے چاہئیں۔ that 24- 14 laws should not be there.

I پہلی بات تو یہ ہے، جیسے رضا ربانی صاحب نے کہا کہ Issue is not of number of laws

just to keep the لیکن کرو بات چھوٹی اور do not like to be sound specking

record straight یہ کہنا کہ یہ premature privilege motion ہے - پہلے میں نے شکریہ

ادا کیا ہے کہ انہوں نے اس بات کو کہا ہے کہ ہاں جی اس کو refer کر دو - بات یہ ہے کہ

opening جو کا اس when does a privilege rise or when does it break

paragraph ہے، کہتے ہیں

to give effect to the financial proposals of the Federal Government for the year beginning so and so. The Federal Government has taken an effect of facts which is in the nature of by passing this House that was

یہ کہنا کہ ابھی law نہیں بنا ہے، کسی کا یہ کہنا کہ اس میں privilege نہیں ہوتا، میں سمجھتا ہوں اس بحث کے آگے سوالیہ نشان ڈال دیں - دوسری طرف اس میں مسئلہ ہاؤس کا نہیں ہے، مسئلہ آئین کا ہے - ہم سب اس آئین کے تابع کام کر رہے ہیں،

National supremacy of the House and it is Constitution which is supreme

and this book prescribes mechanism of passing legislature making the

I promise with the leader - یہ جتنے قوانین ہیں، بیشک دو دنوں میں pass کر لیں law,

of the House that I am the first one who supports these laws لیکن جیسے میں

کہہ رہا تھا کہ آپ چارپائی دیں نہ دیں، سونے کا طریقہ تو ٹھیک کر لیں آپ - تو اس کا طریقہ کار جو انہوں نے نکالا ہے، یہ غلط ہے - میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ اس بات کا کوئی تعلق لیڈر آف دی ہاؤس سے نہیں ہے - یہ ان کا مسئلہ بالکل نہیں ہے - میں تو صرف ضمناً بات کر رہا تھا - اس کا جو طریقہ کار ہے، وہ یہ ہے جناب کہ جب substantive law آئے، اور کہتے تھے، یہ پہلے غلطیاں ہوتی آئی ہیں - اگلے روز شیری رحمان صاحبہ ٹی وی پر کہہ رہی تھیں، ہاں جی! پچھلے سال بھی ایسے ہوا تھا - اس سے پچھلے سال بھی ایسے ہوا تھا - یہ بڑا درست ہے، جب پچھلے بجٹ میں، میں نے point raise کیا تھا تو یہاں پر، سائیں اج دی معافی دے دیو، اگوں نہ ہو سی - ایسے کیا انہوں نے اور پھر جو ہمارے فنانس منسٹر تھے، if you recall it, in the House

ہاں جی یہ غلطی ہم سے ہوئی ہے - he made statement on the floor of the House

میں تو بات on which side of the aisle ' بات یہ نہیں ہو رہی - آئندہ ہم نہیں کریں گے

کر رہا ہوں' اگر آئین کے تابع چلنا ہے اور جہاں تک بات کی جاتی ہے' جی سپیکر۔ سپیکر کو یہ

اختیار نہیں ہے کہ گدھے کو گھوڑا کہہ دے - Speaker is bound by the provision کہ

فلاں جو چیزیں ہیں اس شق میں آتی ہیں' فلاں نہیں آتیں - The Speaker decides, the

Speaker has to keep it in view, the contigencies in Article 73 which says

فلاں فلاں شقیں منی بل میں نہیں آتیں' فلاں فلاں قانون میں نہیں ہے - یہ بھی لکھا ہے کہیں

آپ penalty لا دیں یا ٹیکس ڈالتے ہوں' اس کی وجہ سے آپ قانون کو منی بل میں نہیں لے

آتے۔ یہ کہنا کہ عدالت فیصلہ کرے گی' کون سی پارلیمان ہے' جو اپنے اختیار کو عدالت پر

پھینک دیتی ہو - ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو ہم نے کیا' یہ درست کیا ہے اور عدالت آپ کی

legislature میں intervene کرتی ہے - ایگزیکٹو سے کہتی ہے' جی اسیں کر دینے آں' خود

ہی عدالت ٹھیک کرے گی - کم سے کم پارلیمان کا یہ mind set نہیں ہونا چاہیے' اچھا جی '

پاس کر دیتے ہیں' غلط ہوا تو عدالت ٹھیک کرے گی -

The court is subordinate to the Parliament, the court unmakes a law, the Parliament again makes that law. This is a defeatist approach, I repeat

my self, I call it the defeatist approach of Parliament to say کہ اچھا جی عدالت

ٹھیک کرے گی - ہمیں خود کو ٹھیک کرنا چاہیے - Let's assert ourself, not in the

manner of the House شاید اس ہاؤس کو چڑ چڑھتی ہو گی کہ ہاں جی ' وہ تو Upper

House ہے ' اختیار نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں' یہ کہیے گا ' پھر کہنا چاہیے ہم لانگ مارچ کریں

گے - اگر مسئلہ حل کرنا ہے تو ' they have to have a long march in the National

Assembly وہ اور بات ہے لیکن ہم سب کو یہ کہنا چاہیے کہ وہ بھی آئین کے اتنے ہی پابند

ہیں' جتنے ہم پابند ہیں

Parliament is Parliament and let us abide by the law. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: .Thank you کھوسہ صاحب۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں۔ ویسے تو Leader of the House کی اس magnanimous approach کے بعد---

Mr. Chairman: It is a very good gesture.

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: یہ نہیں ہونا چاہیے تھا' جو کچھ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے لیکن اب ریکارڈ کی درستگی کے لیے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ 2002 سے لے کے جو ابھی trumpeted تھا کہ اس پارلیمان نے اور حکومت نے پانچ سال پورے کیے ہیں تو ان پورے پانچ سالوں میں یہ House, LFO کے تحت چلتا رہا اور LFO کو آئین کا حصہ تسلیم کیا گیا۔ LFO فرد واحد کا بنا ہوا تھا اور LFO ایک سپریم کورٹ کی judgement کے تحت دیا ہوا اختیار تھا' جو ابھی ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں۔ کاش انہیں ان پانچ سالوں کے دوران بھی یہ یاد آتا کہ نہ صرف جو باتیں یہ آج کر رہے ہیں کہ آئین کی حکمرانی اور آئین کی بالا دستی ہونی چاہیے' کاش ان کو اس وقت اِدھر بیٹھے ہوئے بھی وہ باتیں یاد آتیں۔ اس لیے ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات آ جانی چاہیے کہ پانچ سال تو انہوں نے ہاتھ باندھ کر' اس کو privilege محسوس نہیں کرنے دیا اور وہ جو آئین سے انحراف ہوتا رہا' اس کو انہوں نے چلنے دیا اور پاکستان کی تمام governance اس آئین' LFO یا اس judgement کے تحت چلتی رہی' جس کا کوئی قانونی اور آئینی جواز نہیں تھا' جو شاید ایک deviation تھی' Article 6 کے تحت تو آ سکتا تھا لیکن وہ کسی civilized society کے constitutional rule کے تابع نہیں ہو سکتی تھی اور اس وقت' اس House کا privilege breach ہوا' میں یہ چاہوں گا کہ اس کو open کیا جائے کہ breach of privilege of this House, Constitution کی پامالی تو بدقسمتی سے اس ملک کے مقدر میں لکھی ہے اور وہ ہوتی چلی آئی ہے۔ 1973 کے آئین کو بعض جو طاغوتی قوتیں آئیں' انہوں نے کہا کہ یہ چند کاغذوں کے پرزے ہیں' انہوں نے اس طرح سے اپنے پاؤں تلے روندا اور ہم اس کا بھی حصہ رہے---

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: اس تسلسل سے بھی ہم نے حکومت کو چلائے رکھا۔ اس قوم کی صبر آزمائی یا بردباری یہ دیکھیے کہ ہم نے پھر بھی کہا کہ چلیں ملک کو بربادی کی طرف نہ دھکیلا جائے اور کسی طریقے سے ہم towards the democracy peaceful transformation سے آئیں۔ یہ اس آئین، اس ایوان اور اس قوم کے صبر آزما جو لمحات تھے، ہم سمجھتے ہیں کہ گزر چلے ہیں اور اللہ کرے کہ آئندہ ایسی قوتیں نہ آئیں، جس سے ہمیں پھر اس تذبذب، کرب اور اذیت سے گزرنا پڑے لیکن میں صرف اتنی بنتی، اتنی request کروں گا کہ ٹھیک ہے breach of privilege آج ٹھیک ہے، ابھی بالکل premature ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ Leader of the House کی magnanimity ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ کریں لیکن پانچ سال سے اس House کا breach of privilege ہوتا رہا، اس کو بھی شامل کیا جائے because breach of privilege آج کا نہیں ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جو breach of privilege ہوتا رہا ہے، اس کا بھی مواخذہ کیا جائے اور اس لیے breach of privilege کا reference آج سے نہیں، وہ اس تمام legislation جو Leader of the House نے سامنے رکھی ہوئی ہے، جس میں Finance Bill کے ذریعے قوانین بنائے گئے اور سینیٹ کو by pass کیا گیا۔ جناب! breach of privilege کا ہی refrence ہو سکتا ہے۔ جہاں تک آئین کی پامالی ہے، وہ تو اس ملک کا مقدر چلا آیا ہے۔ اس عذاب اور کرب سے ہم گزرتے آئے ہیں، اس لیے جناب کا جو اختیار اور جناب کا جو reference ہے، وہ breach of privilege of the House ہے، میری اتنی request ہو گی کہ اس کو جب سے آپ چیئرمین بنے اور جب سے ہم اس House کے رکن ہیں، اس وقت سے اس میں breach of privilege شامل کیا جائے۔ Thank you.

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: That will be brought in the Privileges Committee. The matter is referred to the Privileges Committee and I think

it is a very good gesture by the Leader of the House. Now, we will move on....

(Interruption)

Senator Justice (Retd.) Abdul Razzaq A. Thahim: I am sorry, I have got the point here.

یہ judges case جس کا میں نے اپنی speech میں reference دیا تھا کہ violation of Constitution ہے۔

It has been challenged in the Islamabad High Court and it has been admitted. When the final decision will come then we will see whether this comes within the Money Bill or not. That is subjudice matter and it has been admitted and perhaps today it is fixed....

Mr. Chairman: Let us see the outcome but we refer it to our committee. Item 2 has been concluded. So, we will go on to item No. 3 and Ahmed Ali Sahib, will you enlighten us to the recommendations status, how many are unanimous?

Consideration of Recommendations as Reported by the Standing Committee.

Senator Ahmed Ali: Sir, I beg to move that the unanimous recommendations No. 1 to 76 made by the Standing Committee of Finance, Revenue and Economic Affairs have been fixed, laid on the table of the House, may be passed by the Senate and transmit it to the National Assembly under Article 73 of the Constitution.

Mr. Chairman: This is unanimous.

Senator Ahmed Ali: These are unanimous sir.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! بھنڈر صاحب اور میں اس کو explain کریں گے، پھر اس کے بعد voting وغیرہ ہو گی۔

Mr. Chairman: Would you like to explain it even now?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جی دونوں کریں گے۔ پہلے بھنڈر صاحب کریں گے، اس طرح یہ ہوتا ہے کہ ترتیب رہتی ہے۔

جناب چیئرمین : اچھا، ٹھیک ہے، پھر اس کے بعد، جیسے آپ کا move ہوا ہے تو میں اس کو record کے لیے unanimous recommendation کا بعد میں اعلان کر دوں گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جی ہاں، اس پر بعد میں voting ہو گی۔

جناب چیئرمین : نہیں جناب، unanimous ہے، اگر کوئی difference والا ہوا تو اس پر voting ہو گی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : ہاں، یہ تو unanimous ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا ! یہ جو unanimous recommendations ہیں، جس کی تحریک جناب چیئرمین، فنانس کمیٹی نے پیش کر دی ہے، اس کو پیش کرنے کے بعد یہ احساس اور خیال ہوا کہ وہ unanimous recommendations circulate تو ہو گئی ہیں لیکن تھوڑا سا House کو بتا بھی دیا جائے کہ وہ کیا ہیں، اس لیے کہ House میں ووٹ دیتے وقت یا ان کو pass کرتے وقت House کو یہ معلوم ہو کہ یہ amendments کیا ہیں کیونکہ اگر اسی طرح سے ووٹ ہو جائے تو presumption تو یہ ہے کہ ہر ممبر نے جس کو رات کو رپورٹ مل گئی تھی اور اس نے یہ تمام recommendations دیکھ لی تھیں، ان سب کو معلوم ہے لیکن پروفیسر صاحب کی یہ تجویز تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اچھی تجویز ہے کہ پیشتر اس کے کہ ہم اس پر ووٹ دیں، تھوڑا سا یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ recommendations کیا ہیں۔ اس لیے انہوں نے مجھے فرمایا کہ میں جو قانونی

recommendations ہیں، ان کے متعلق کچھ واضح کر دوں۔

جناب والا! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ جب یہ Bill اس ایوان کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اور سارے ایوان نے دیکھا کہ اس میں 26 pieces of legislation تھے اور ان پر دو دنوں میں Law کی طرف سے جو recommendations آئی تھیں، جناب! ہماری 70 کے قریب recommendations تھیں اور چیئرمین صاحب نے شاید فرمایا تھا کہ total 226 recommendations کے قریب آئی تھیں، جن پر Finance Committee نے غور کیا۔ جناب! جب legal side کی recommendations آئیں تو ہم نے جس جس منسٹری کا Bill تھا، اس منسٹری کے نمائندگان کو بلایا، Law کا ایک آدمی بھی اپنے ساتھ بٹھایا اور ان کو examine کیا اور اس کے بعد مثلاً میری اپنی جو amendments تھیں، میں نے ان میں سے 37 واپس لے لیں، میں خود convince ہو گیا کہ ٹھیک ہے ان کی ضرورت نہیں ہے اور کچھ وہ مان گئے اور یہ وہ recommendations ہیں، جو ہمارے تبادلۂ خیال کے بعد ministries نے مانی ہیں، Law نے بھی مانی ہیں کہ قانون میں یہ ترامیم ہونی ضروری تھیں۔ اس لیے اب آپ کے اور House کے سامنے وہ ترامیم ہیں، جن سے حکومت اور ministries agree کرتی ہیں اور ہماری amendments کے ساتھ agreed proposal آپ کے سامنے آئی ہے۔

جناب! اب میں مختصر طور پر یہ عرض کر دوں کہ Clause (2), Pakistan Penal Code کے متعلق ہے، گو Money Bill کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن اس میں ایک نیا جرم ایجاد کیا گیا تھا، 489 G اور اس کے ذریعے یہ provide کیا گیا تھا کہ اگر کوئی جعلی National Prize Bonds بناتا ہے تو اس پر پابندی ہونی چاہیے اور اس کی سزا پانچ سال تجویز کی گئی تھی لیکن جناب! اس میں ابہام یہ تھا کہ ایک language کے تحت جو genuine prize bonds ہیں، ان کی sale, purchase پر بھی ابہام پیدا ہو سکتا تھا، اس لیے ہم نے ایک تو وہ ابہام نکالا ہے اور دوسرا جناب! سزا کے متعلق واضح نہیں تھا۔ اگر وہ لکھ دیں کہ پانچ سال کی سزا ہو گی تو وہ قید محض ہوتی ہے، وہ قید سخت نہیں ہوتی لیکن جعلسازی کے الزام میں ہمیشہ جہاں بھی provide کیا گیا ہے، rigorous imprisonment provide کیا گیا ہے۔

اس لیے ہم نے اس کا اظہار کیا اور انہوں نے اتفاق کیا کہ پانچ سال کی سزا ہوگی جو کہ قید بامشقت ہو گی۔ جناب! اسی کی corollary code of criminal procedure تھی' جو Clause (3) میں amend کی گئی اور Clause-3 میں schedule دیتے ہوئے' انہوں نے یہ لکھ دیا کہ اس کی سزا ایک لاکھ روپے ہو گی'، اگر یہ لکھیں کہ ایک لاکھ روپے ہو گی تو جناب! سزا ایک لاکھ روپے سے کم نہیں ہوسکتی' ایک لاکھ روپے سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ قانون کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیشہ لکھا جاتا ہے کہ اس کی سزا up to so and so رقم ہوسکتی ہے تاکہ عدالتوں کو یہ اختیار ہو کہ اگر وہ 50000/= روپے کرنا چاہیں تو کر لیں' 20000/= روپے کرنا چاہیں تو 20000/= روپے کرلیں' ایک لاکھ روپے maximum سزا ہے' وہ کرلیں۔ اس ابہام کو اس ترمیم کے ذریعے اور اس recommendation کے ذریعے دور کیا گیا ہے اور جو جرمانہ ہو گا' وہ ایک لاکھ روپے تک ہو سکتا ہے تاکہ عدالتوں کے پاس گنجائش ہو کہ وہ اپنے اختیار کو واقعات' حالات اور مقدمے کے مطابق استعمال کر سکیں۔

جناب! اس کے بعد Clause-4 ہے' the Foreign Exchange Regulation Act, 1947 اس Clause-4 میں بل کی تجویز یہ ہے کہ اس Act کی خلاف ورزی کرنے والے کو 10 لاکھ روپے کی penalty کی جائے اور یومیہ سزا 20000/= روپے جرمانہ ہو سکے گا۔ جناب! اب اس کی violation کے لیے 10 لاکھ روپے کی penalty بذات خود بہت زیادہ ہے لیکن ہم نے یہ کہا ہے کہ جو 20000/= روپے یومیہ کی شرط ہے' اس کو کم کیا جائے چونکہ ہماری ترمیم 5000/= روپے جرمانہ فی یومیہ تک تسلیم کی گئی' یہ 20000/= recommendation روپے سے 5000/= روپے جرمانہ تک ہے۔ جناب! اس کے بعد یہ دیا گیا تھا کہ کسی کمپنی کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں M.D, Director, Secretary, افسر اور agent مرتکب ہو گا لیکن ہم نے اس کے ساتھ یہ add کیا ہے کہ اگر اس کی ignorance یا غفلت سے یا اس کی وجہ سے یہ جرم سرزد ہوا ہو تو پھر اس کو سزا دی جائے۔

جناب! پھر اس میں چوتھی چیز یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قانون کی خلاف ورزی کرے اور State Bank اس پر penalty لگائے تو اس penalty کو State Bank اس کے account سے بغیر notice جاری کئے' یہ اختیار ہو گا کہ اس کو confiscate کرے اور اگر میرا

account کسی اور bank میں ہے تو بھی وہ account ضبط کر کے لے جائے۔ جناب! ہم نے اس کا کہا ہے کہ یہ بغیر notice کے نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ human rights کی خلاف ورزی ہے' fundamental rights کی خلاف ورزی ہے کہ آپ کسی شخص کو بغیر notice, بغیر سننے اور بغیر اطلاع کے سزا دیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے اس میں یہ ترمیم کی گئی ہے کہ اس شخص کو سننے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔ جناب! اس کے بعد اسی میں شق ہے' اگر کوئی bank State Bank کے جاری کردہ حکم برائے کٹوتی account زیر دفعہ 3 پر عملدرآمد نہیں کرے گا تو اسے بھی فی الفور خلاف ورزی قانون کا مرتکب قرار دیا جائے یعنی اگر اس نے میرا account منجمد نہیں کیا تو جناب! اس کو بھی جرمانہ لگا دیا جائے گا۔ اس حد تک agree کیا تھا اور پھر ہم نے بھی agree کر لیا کہ اس کو ایک مہینہ دیا جائے کہ آپ کے جو احکام ہیں' آپ وہ کل بھیجیں اور آپ پرسوں کہیں کہ اس نے خلاف ورزی کی ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ ان کو کم از کم ایک مہینے کی مہلت ملنی چاہیے اور اس کو ایک مہینے کی مہلت ہو گی کہ وہ State Bank کے کسی حکم کو بجا لائے یا اس حکم کی incorporation کرے' جناب! یہ ترمیم بھی منظور کر لی گئی ہے۔ اس میں جو penalty لگائی تھی' جناب! اس penalty کی کوئی appeal بھی نہیں ہے' آپ اس قانون میں جو بھی penalty لگا دیں' اس penalty کو recover کیا جائے گا اور اس penalty کو حکم یک کے طور پر تصور کر کے' اس پر کوئی appeal نہیں ہے' کوئی دلیل نہیں ہے۔ جناب! ہم نے اس میں appeal provide کی ہے اور ہم نے اس میں ایک appeal Governor State Bank تک رکھ دی ہے تاکہ اگر کسی آدمی کو اس کے متعلق کوئی اعتراض ہو تو اسے کم از کم ایک appeal کا right دیا جائے اور وہ Governor تک appeal کر سکے۔

جناب! اس کے بعد Clause-6 ہے' the Provincial Employees, Social Security Ordinance, جناب! اس میں ایک ابہام تھا' انہوں نے 6% لکھ کر بند کر دیا تھا کہ ہم نے 6% کٹوتی of the wages پر یہ کیا ہے کہ جو اس کی minimum wages ہوں گی' ان wages کا 6% ہو گا۔ جناب! اس کے بعد Clause-7 ہے' اس کی عبارت درست کی گئی ہے' اس کا مطلب نہیں بنتا تھا اور اس میں دو الفاظ add کر کے' اس عبارت کو درست کیا گیا ہے

ورنہ اس Clause میں بذات خود کوئی independent recommendation نہیں ہے۔

جناب اس کے بعد Clause-8 ہے۔ جناب! میں جلدی کر رہا ہوں' اس لیے کہ شاید اس میں کوئی زیادہ interest نہ ہو لیکن بہرحال جو provisions بھی ہیں' میں ان کو explain کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ Custom Act, 1968 یہ Clause-8 تھا' اس میں unique identifier کے استعمال کو suspend کرنے کا اختیار Collector Customs کو دیا گیا تھا لیکن جناب! اس میں کسی کو سننے کی کوئی provision نہیں تھی' یہ provision تھی کہ وہ collector جب چاہے' جس وقت چاہے حکم دے سکتا ہے اور یہ حکم صادر کر سکتا ہے۔ ہم نے اس میں یہ ترمیم کی ہے کہ اس شخص کو سنے بغیر کوئی حکم pass نہ کیا جائے۔ جناب! پھر یہ تھا کہ Custom Officer کسی حکم کی کوئی بھی rectification کرنا چاہے تو Chairman اس کی rectification کر سکتا ہے لیکن اس میں تجویز دی ہے کہ Chairman بھی ہو اور اس کے ساتھ ایک member بھی بیٹھے تاکہ دو آدمی اس کا فیصلہ کریں۔ جناب! پھر اس میں ایک یہ provision ہے کہ جس کی custom duty pay نہ ہو اور وہ اشیاء کسی آدمی کے قبضے میں ہوں' یعنی وہ شخص جو مالک ہو اور اس کے پاس اشیاء ہوں' اس پر penalty لگائی جائی سکتی ہے' جناب! اس شخص پر بھی penalty لگے گی کہ جس کے قبضے سے وہ اشیاء برآمد ہوں گی۔

جناب! اس کے بعد Cause-10 ہے ' Minimum wages for unskilled workers ordinance, 1969 ہے۔ جناب! اس میں جنابہ رزینہ عالم صاحبہ کی ترمیم تھی کہ اس پر عملدرآمد کرنے کے لیے کم از کم کوئی حکم ہونا چاہیے' کوئی ایسی deterrent provision ہونی چاہیے کہ اس حکم پر عملدرآمد کیا جائے کیونکہ لوگ کاغذوں میں لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے minimum wages دیں لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ اس لیے رزینہ عالم صاحبہ کی یہ تجویز تھی کہ جو شخص بھی اس کی خلاف ورزی کرے گا'اس کو چھ ماہ یا ایک لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جا سکے گی' اس کے متعلق بھی agreement ہوا ہے کہ ٹھیک ہے' یہ سزا تجویز کر دی جائے چونکہ یہ سزا قانون میں تجویز کر دی گئی ہے۔ جناب! اس کے علاوہ Workers Welfare Fund تھا' جناب! یہ لکھائی اور عبارت کی mistakes ہیں' ہم نے وہ درست کر دی ہیں' I need not repeat them sir. Sir, then *Modarbah* Companies, *Modarbah*

Floating and Control Ordinance, 1980 ہے۔ جناب اس میں Registrar مضاربہ کمپنی کسی کو ہدایت دے سکتا ہے اور وہ اس ہدایت پر عمل کرنے کا پابند ہو گا اور Registrar کو اپنے order پر نظرثانی کرنے کا بھی اختیار دے دیا گیا تھا لیکن ہم نے تجویز کیا ہے کہ Commission کی ہدایت پر وہ غلطی درست ہو۔ اس سے کسی آدمی کو Registrar کے حکم یک کے خلاف Commission کے سامنے جانے کا اختیار مل جائے گا اور اس سے اس کی کسی بات کا مداوا ہو سکے گا' اس لیے final arbitrator Registrar نہیں ہو گا بلکہ Commission ہو گا' اس میں یہ ترمیم کی گئی ہے۔

جناب! اس کے علاوہ اس قانون کے تحت جو بھی regulation بنایا جائے لیکن اس میں Ministry کو بہت سی ہچکچاہٹ تھی کہ ہم نے تجویز کیا تھا کہ آپ جو بھی regulation بناتے ہیں کیونکہ جناب! delegated legislation ایک رواج بن گیا ہے کہ ہم تمام قوانین میں لکھ تو دیتے ہیں کہ جو rules بنائیں گے' prescribe کریں گے' اس کے تحت وہ rules بنا لیتے ہیں۔ اس کے بعد تمام ministries اور محکمے administer کرتے ہیں' وہ اس میں کمی بیشی کر لیں اور انہیں regulation بنانے کا بھی اختیار ہے۔ ہم نے اس میں تجویز کیا تھا کہ آپ جو regulation بنائیں' ان کی ایک copy National Assembly and Senate کو ضرور ارسال کریں۔ جناب والا! اگر یہاں آئیں گی تو ہمیں کم ازکم معلوم تو ہو گا' ہمیں نہ rules کا پتا چلتا ہے' نہ ہمیں regulations ملتے ہیں کہ وہ کیا بنے ہیں اور محکمے اپنے طور پر ان کو چلا رہے ہیں۔ جناب! جب Rules and Procedures آئیں گے تو میں عرض کروں گا کہ میں نے اس میں ایک تجویز دی ہوئی ہے کہ delegated legislation کی ایک کمیٹی ہونی چاہیے جیسے ہندوستان میں ہے اور وہ delegated legislation committee یہ دیکھتی ہے کہ کیا ہم نے جو powers delegate کی ہوئی ہیں اور وہ جو rules بنا کے کسی ministry کو چلا رہے ہیں' کیا وہ صحیح چلا رہے ہیں' کیا وہ rules صحیح ہیں' کیا وہ rules act کے مطابق ہیں' کسی ordinance کے مطابق ہیں۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ وہ جو بھی regulations بنائیں گے۔ اس کی کاپی سینیٹ کو بھی آئے گی اور نیشنل اسمبلی میں بھی رکھی جائے گی۔

جناب! اس کے بعد The Finance Act, 1989, Clause. ...

Mr. Chairman: Please let's hear the honourable member and order in the House.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I would request to your honour that the House should be in order.

Mr. Chairman: We must give deference to the honourable speaker and House should be attentive and remain in order.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: اس کے بعد جناب Finance Act, 1989 ہے۔ اس میں یہ provision دی گئی تھی کہ اگر کوئی بنک pledge شدہ یا رہن شدہ جائیداد کو POA کے ذریعے منتقل کرے گا تو اس پر CVT لگے گا۔ ہم نے واضح کیا ہے کہ ایسے ہی نہیں CVT لگ جائے گا' جب وہ sale کرے گا اور اس کو by sale منتقل کرے گا تو پھر اس پر CVT لگے گا۔

جناب! اس کے بعد یہ ایک بڑی interesting amendment تھی کہ انہوں نے CVT لگایا اور یہ کہتے ہیں کہ کراچی شہر اور اس کے 40 میل تک جتنا بھی area آتا ہے' اس پر CVT لگے گا۔ لاہور اور فیصل آباد شہروں کے 10 میل کے radius میں جتنا علاقہ آتا ہے' اس پر لگے گا اور اس کے بعد جو rating areas آئیں گے ان کے بھی دس دس میل کے اندر لگے گا۔ جناب! اگر اس طرح لگتا ہے تو میرے خیال کے مطابق پاکستان کا کوئی دیہات اس سے مستثنیٰ نہیں رہ سکتا کیونکہ جو rating areas ہیں' ان میں تمام town committees rating areas ہیں' ٹاؤن اور میونسپل کمیٹی سے 10 میل ادھر لائیں گے تو سارے کے سارے علاقے cover ہو جائیں گے۔ اتفاق سے یہ معاملہ کمیٹی میں discuss ہوا تھا' نوید قمر صاحب بھی بیٹھے تھے' میں نے کہا کہ حیدرآباد کا کوئی دیہات CVT سے نہیں بچ سکتا' اگر آپ یہ interpretation دیں اور یہ interpretation کہ rating area سے 10 میل کے اندر ادھر سے اور اُدھر سے' چاروں طرف circumference سے اگر ہم نے جانا ہے تو ایک rating area کے 6 میل کے بعد دوسرا rating area آ جاتا ہے' بعض اوقات 10 میل پر آتا ہے' پھر

Municipal Committees ' ہیں Municipal Corporations ہیں ' یہ سارے کا سارا علاقہ cover ہو جاتا ہے ' چنانچہ انہوں نے quite magnanimously ہماری amendment کو agree کر لیا۔ اب CVT صرف شہری علاقوں پر لگے گا اور جہاں ٹاؤن کمیٹیاں ہیں ان پر لگے گا۔ Intention اُن کی بھی یہ تھی لیکن جو اس وقت قانون بنا ہوا تھا' وہ اگر ترمیم نہ ہوتا تو سارے پاکستان پر یہ CVT لگا دیا جاتا۔ اس لیے ہم نے اس ترمیم کے ذریعے سے اس CVT سے ان سارے علاقوں کو بچا لیا ہے جو کہ دیہاتی علاقے ہیں۔

جناب! اس کے بعد Economic Reforms Act, 1992 ہے۔ اس میں یہ ترمیم کی گئی تھی کہ Foreign Exchange Act, 1947 کو مستثنیٰ کر دیا گیا تھا۔ اس میں اسحاق ڈار صاحب نے اس چیز کے متعلق کمیٹی میں point out کیا کہ اس سے تو سارے foreign capital کی flight ہو جائے گی' اس لیے اس ساری clause کو delete ہونا چاہیے' چنانچہ ہم نے یہ تجویز کیا ہے اور ہماری سینیٹ کی یہی recommendation بنے گی کہ اس ساری clause کو repeal کر دیا جائے اور جو foreign exchange ہے وہ بھی Economic Reforms Act, 92 کی زد میں رہنا چاہیے تاکہ یہ flight of capital نہ ہو۔

جناب! اس کے بعد Clause 19 ہے Regulation, Generation, Transmission and Distribution of our Electric Power Act, 1997 اس میں NEPRA کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ ہر ماہ tariff fuel adjustment charges کی بنا پر revise کریں۔ جناب والا! ہم سمجھتے تھے کہ یہ کبھی سال' ڈیڑھ سال یا دو سال کے بعد electric tariff revise ہوتا تھا لیکن یہ اختیار دینا کہ وہ ہر مہینے بجلی کے بل revise کر سکیں گے' ہمارے خیال کے مطابق یہ درست نہیں تھا' یہ تو بالکل ہی شاید نہ مانتے' موجودہ changes کے لحاظ سے خیر اسے revise کرنے کا اختیار تو ہونا چاہیے۔ ہم نے اس کو تین مہینے کیا ہے کہ تین مہینے سے پہلے electric tariff revise نہیں ہو سکے گا۔

جناب! اس کے بعد Clause 21 آتی ہے جو خوشحالی بنک کے ordinance سے متعلق تھی' اس ordinance کو repeal کر دیا گیا۔ خوشحالی بنک ordinance کے تحت معرض وجود میں آیا تھا' اگر اس کا apparent act ختم کر دیا جائے تو وہ بنک کس طرح چلے گا اور کس

قانون کے تحت چلے گا۔ ہم نے ان سے استفسار کیا اور پھر اس بات پر ہمارا agreement ہوا کہ یہ ضروری ہے' آخر وہ ادارہ ہے' اس نے چلنا ہے تو وہ Micro Finance Institute Ordinance, 2001 کے تحت چلے گا۔ یہ ہماری recommendation ہے تاکہ اس کو چلانے میں یا اس کے چلنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

اس کے بعد Income Tax Ordinance ہے۔ اس میں تو کچھ language کی improvements کی گئی ہیں' I need not repeat it. اس کے بعد Federal Excise Act, 2005,Clause 26 ہے۔ صرف ایک clause رہ گئی ہے' زیادہ لمبی بات نہیں ہے۔ اس میں یہ اختیار دیا گیا تھا کہ 2nd proviso, service rendered in Pakistan جو باہر کے franchiser آتے ہیں اور وہ services یہاں render کرتے ہیں' ان کو بھی اس Excise Act کی تعریف میں لایا جائے۔ دوسرا انہوں نے کہہ دیا تھا کہ جو Sales Tax کی returns ہوں' وہی ہماری returns ہوں گی' ہم نے کہا ہے کہ آپ کا independent statute ہے' آپ نے independent powers لی ہوئی ہیں as prescribed by rules اپنے rules کی return بناؤ تاکہ you should be governed by your own Act and not by another enactment.

جناب! اس کے بعد اس میں جو default charge تھا وہ ڈیڑھ per cent کی شرح سے متعین ہو گا' ہم نے تجویز کیا ہے کہ جو ڈیوٹی ہو گی اس کا ڈیڑھ per cent default کا ہو گا۔ یہ بات clear نہیں تھی' اس ترمیم میں اس کو clear کیا گیا۔ اگر کوئی ڈیوٹی نہ ادا ہو تو اس وقت قانون یہ ہے کہ محکمہ دو سال تک اس پر نظرثانی کر سکتا ہے۔ اب محکمہ اس کو 5 سال کے لیے لینا چاہتا تھا کہ 5 سال تک اگر excise duty ادا نہیں ہوئی تو 5 سال تک ہمیں اختیار ہو کہ ہم اس کو درست کر سکتے ہیں یا اس کو change کر سکتے ہیں۔ جناب! ہم نے یہ بات نہیں مانی اور ہم نے یہ ترمیم منظور کروائی ہے کہ 2 سال ہی رہنی چاہیے 5 سال نہیں ہونی چاہیے۔ صفحہ 31 پر Excise Act میں میعاد 90 دن مقرر کی گئی ہے' اس میں 120 دن کا اعادہ کیا گیا ہے مگر ہم نے قدغن لگائی ہے کہ اگر 120 دن میں بھی کرنا ہو تو order in writing ہونا چاہیے اور in writing وجوہات دینی چاہئیں کہ آپ اس سے پہلے کیوں نہیں کر سکے۔

اس کے بعد excise افسران اختیار لینا چاہتے تھے کہ 5 سال تک کسی case کو بلا سکتے ہیں، reopen کرا سکتے ہیں، اس ترمیم کی وجہ سے وہی 2 سال کی میعاد رہی ہے۔ اس لیے کہ ہم نے کہا کہ ہم آپ کو relaxation نہیں دے سکتے، 2 سال کی مدت کم نہیں ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم 5 سال تک سوئے رہیں تو یہ کوئی بات نہیں ہے، rectification کرنی ہے، دوبارہ ڈیوٹی لگانی ہے، غلط access ہوئی ہے، اگر آپ 5 سال کے بعد بھی کسی کو reopen کرائیں گے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ 2 سال کا عرصہ بھی 6 مہینے ہونا چاہیے۔ بہرحال اس بات پر agreement ہوا کہ یہ عرصہ 2 سال کا رہے اور ان کو 5 سال کی میعاد نہ دی جائے۔

جناب! اس کے بعد last clause پر آ جاتا ہوں۔ میں جلدی جلدی کر رہا ہوں، جو important چیزیں تھیں وہ میں نے miss بھی کی ہیں تاکہ ہاؤس کا زیادہ وقت نہ لوں اور ہاؤس bore نہ ہو کیونکہ یہ بڑا boring subject ہے۔ آخری enactment Federal Board of Revenue ہے، Federal Board of Revenue نے اپنے قانون میں ایک foundation بنانے کی تجویز دی ہے کہ وہ اپنے ملازمین کے لیے foundation بنائیں گے، اس میں ان کی تعلیم اور تربیت کے لیے contribution پتا نہیں کہاں سے دیں گے، وہ خود دیں گے یا ملازمین سے لیں گے لیکن بہرحال اس foundation کو چلانے کے لیے انہوں نے تجویز کیا تھا اور ہم نے تو اس پر agree کیا ہے۔ ایک بڑی interesting چیز تھی کہ Board of Revenue کے پاس بے شمار شکایات آتی ہیں، انہوں نے تجویز کیا تھا کہ چیئرمین ان شکایات کی category بنا لے گا اور یہ کہہ دے گا کہ یہ شکایات تو میں نہیں سنتا، مثلاً services کی ہیں، excise کی ہیں، یہ میں نہیں سنتا، اس کو ہم نے ختم کروایا ہے۔ ہم نے ایسا کیا ہے کہ جو complaint بھی آئے، جس طرح سے بھی آئے، جہاں سے آئے ان کا فرض ہوگا کہ اس کو سنیں۔ اپنا procedure streamline کریں، اپنے procedure کے مطابق ان کو جلدی سے جلدی نمٹانے کی کوشش کریں اور یہ بات ہم نہیں مان سکتے کہ جس category کی شکایت، چیئرمین چاہے وہ سنے، جس category کی complaint چاہے وہ نہ سنے۔ جناب والا! یہ ساری clauses تھیں، یہ مختصر طور پر میں نے عرض کیا ہے۔ ویسے تو جناب! اگر میں اور detail

بیان کرنا چاہتا تو شاید ایوان کا سارا وقت ہی نکل جاتا لیکن میں نے ان کے جو تمام خدوخال ہیں وہ آپ کے اور اس ایوان کے سامنے رکھ دیئے ہیں اور میری استدعا ہے کہ چونکہ یہ unanimous ہیں، ان کو وزارتوں نے بھی agree کیا ہے ، ہم نے بھی تجویز کیا ہوا ہے اس لیے میری ایوان سے استدعا ہے کہ ان کو منظور فرما لیا جائے۔ Thank you very much sir.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، پروفیسر خورشید صاحب آپ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمد و نصلی علیٰ رسول الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ سینیٹ کی سفارشات کی وضاحت کے لیے مجھے موقع دیا جا رہا ہے اور میں خصوصیت سے ممنون ہوں قائد ایوان، قائد حزب اختلاف اور چیئرمین فنانس کمیٹی کا کہ یہ ذمہ داری مجھے دی گئی ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ 76 تجاویز ہیں جو سینیٹ نے متفقہ طور پر منظوری کے لیے پیش کی ہیں۔ ان میں سے 37 کا تعلق قانون میں متعین specific تبدیلیوں سے ہے اور 39 کا تعلق policies, taxations, priorities اور بجٹ کے ذریعے سے جو معاشی اصلاحات کے بارے میں تجاویز آئی ہیں ان پر سینیٹ کے ردعمل سے ہے۔

جناب چیئرمین! ضمناً یہ بھی عرض کردوں کہ ایسا نہیں ہے کہ بس ان 76 تجاویز کے بعد ہم خاموش رہے ہیں بلکہ اس مرتبہ فنانس کمیٹی نے یہ کام بھی کیا ہے کہ سینیٹرز کی وہ تمام تجاویز جو budget directly سے متعلق نہیں تھیں لیکن ہماری نگاہ میں اتنی اہم ہیں کہ متعلقہ Ministry, Department یا Institution کو اس پر غور کرنا چاہیے۔ ایسی 31 تجاویز ہیں جو ہم نے recommend کی ہیں اور کمیٹی کا خیال یہ ہے کہ ان کو recommend کرکے ہم بیٹھ نہیں جائیں گے بلکہ follow up کریں گے تاکہ ہر ہر متعلقہ وزارت سے ان کے بارے میں آئندہ بھی negotiation کی جاسکے اور صرف اس کا idea میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان میں سے چار کا تعلق Prime Minister Office سے ہے، سات کا Planning

Petroleum, Water & Power, کا دو ' سے Finance کا پانچ ' سے Commission

Healthسے اور اس کے بعد پھر ایک ' ایک تقریباً نو مزید وزارتوں کے بارے میں ہیں تو اس طرح کوشش ہم نے یہ کی ہے کہ سینیٹرز نے جو محنت کی ہے اور بجٹ میں جتنی بھی چیزیں ہمارے سامنے آئی ہیں ان سب کو نہ صرف یہ کہ خود examine کریں بلکہ کچھ سینیٹ کے ذریعے سے اور کچھ Committees کے ذریعے سے آگے بڑھائیں۔

جناب والا! اب میں آتا ہوں ان 39 تجاویز پر جو ان 37 کے علاوہ سینیٹ تجویز کر رہا ہے۔ اس میں سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور ہم یہ اعادہ کر رہے ہیں کہ سینیٹ نے Budget making process کو بہتر بنانے کے لیے دو بڑی اہم تجاویز دی ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ قومی اسمبلی اسے نظر انداز کر رہی ہے۔ نئے Constitutional Package کے اندر ایک issue لیا گیا ہے لیکن اس مسئلے کو زیادہ seriously لینے کی ضرورت ہے اور ہماری نگاہ میں کم از کم تین تبدیلیاں ضروری ہیں۔

۱۔ یہ کہ Budget making محض چودہ ' پندرہ دن کے اندر نہ کیا جائے بلکہ اس کے لیے وقت کو بڑھایا جائے ۔ہم نے ساٹھ سے پچھتر دن تجویز کیے ہیں۔ اس کا آغاز اس طرح ہونا چاہیے کہ پہلے جنرل حصوں پر بحث ہو ' اس کے بعد بجٹ تیار ہو' پھر وہ بجٹ پارلیمنٹ کی کمیٹیوں' اسمبلی اور سینیٹ دونوں میں آئے۔ اس کی روشنی میں finalize ہو۔ پھر بحث ہو اور منظور کیا جائے ۔ یہ بہت ہی اہم تجویز ہے اس میں will process اس میں role of Parliament, Parliamentary Committees اور time یہ تین چیزیں رکھی ہیں۔

۲۔ جناب والا! دوسری چیز جو بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ سینیٹ کی جو تجاویز ہیں ان کے لیے اسمبلی کم از کم دو گھنٹے بحث کے لیے رکھے اور یہاں میں خاص طور پر وزراء حضرات کی توجہ چاہتا ہوں کہ سینیٹ سے جو ممبران ہیں Parliament میں ' وہ چونکہ اسمبلی میں موجود ہوں گے تو ہم ان کی ذمہ داری لگا رہے ہیں کہ سینیٹ کی تجاویز کو وہ وہاں پر find out کریں۔ان کا تعلق ہے budget processسے۔

۳۔ جناب والا! اگلا مسئلہ Role of Parliament کاہے ۔ یہ بھی ایک بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس کے بارے میں چار تجاویز سینیٹ کی ان recommendations میں آ رہی ہیں۔ پہلی یہ

ہے کہ جتنے بھی international economy کے agreements ہیں loan agreements ہیں وہ تمام اسمبلی اور سینیٹ میں آنے چاہییں۔ دوسرا۔ Joint Public Accounts Committee ہو تاکہ سینیٹ کو بھی اس کے اندر اپنا کردار ادا کرنے کا موقع ملے۔ تیسری چیز۔ Finance Bill کو غیر متعلق قوانین میں تبدیلی کے لیے استعمال نہ کیا جائے تاکہ سینیٹ by pass نہ ہو اور چوتھی چیز یہ ہے جو بڑی اہم ہے کہ گو ہم نے specifically اس کا آغاز کیا ہے مضاربہ ایکٹ کے ذریعے سے لیکن ہم یہ اصول بنانا چاہتے ہیں کہ sub-ordinate legislation, statutory rules یہ لازماً پارلیمنٹ میں اس کی اطلاع کے لیے آنے چاہییں تاکہ وہ ان کو review کرسکے اور ان میں تبدیلی کرسکے۔ یہ چار چیزیں ہیں جو Role of Parliament کے بارے میں تجویز کی جارہی ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ فیڈریشن اور federating units کے مفادات کا تحفظ کرے۔ اس پہلو سے ان تجاویز میں پانچ باتیں ہم نے رکھی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ NFC Award صحیح، دستوری شکل میں، جس کے معنی ہیں کہ NFC کو Re-Constitute کیا جائے اور اس کے Award کی روشنی میں مالیاتی وسائل کی تقسیم ہو۔

۲۔ صوبوں کا مطالبہ یہ ہے کہ Consolidated Fund کا 50% صوبوں کو جائے اور 50% مرکز کے پاس ہو۔ اس وقت یہ 43.7% دیتے ہیں تو ہم recommend کرتے ہیں کہ صوبوں کا مطالبہ تسلیم کیا جائے اور ان کو کم از کم پچاس فیصد دیا جائے۔

۳۔ ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ سرحد کے Hydel Profit جن کو چھ بلین کے اوپر 1990 سے روک دیا گیا اور یہ شدید ناانصافی ہوئی ہے، پھر اس کے بعد اتفاق رائے سے ایک Arbitrator Award آیا ہے اور Arbitrator Award کے دلائل سے بے شک اختلاف ہو لیکن جو آخری فیصلہ ہے وہ متفق علیہ ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ کم از کم ایک سو بیس بلین صوبے کا حق بنتا ہے ماضی کے منافع کے کے حصہ کے طور پر regular چھ ارب نہیں بلکہ 2005-06 میں وہ چوبیس بلین تھا اور اس میں 10% اضافہ ہونا چاہیے تاکہ ہر سال اس کی مناسبت سے آگے بڑھتا رہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ صوبہ سرحد کو سالانہ تقریباً چھپن بلین

سے محروم رکھا گیا ہے جو ان کو ملنا چاہیے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

ساتھ ہی انہوں نے یہ کہا ہے کہ اسی طرح بلوچستان کا حق گیس رائلٹی اور دوسرے مدوں میں ان کو ادا کیا جائے۔ پانچویں چیز یہ ہے کہ بلوچستان کی development کے سلسلے میں مندوخیل صاحب کی جو تجاویز تھیں، جن کی ہم نے پہلے بھی تائید کی ہے اس کو ہم نے پورا پورا اس میں شامل کیا ہے۔ یہ پانچ چیزیں صوبائی خودمختاری کے لیے اس میں شامل کی گئی ہیں۔ Institutional Reforms کے بارے میں بھی ایک اہم چیز اس کے اندر آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ Statistics Bureau کے اعداد و شمار پر ساری معاشی منصوبہ بندی کا انحصار ہے۔ ملک میں اور ملک کے باہر آپ کی باتوں کی credibility صحیح سمجھی جاتی ہے تو اس کی independence کا معاہدہ آپ سے بار بار کیا جا رہا ہے لیکن ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ اب اس financial year کے اندر اندر اسے لازماً autonomus کر دیا جائے اور ساتھ ہی یہ ایک مطالبہ جناب والا آپ سے بھی کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ Senate کی جو Finance Committee ہے وہ Finance Committee جو Legislative assistance کے لیے ' Research کے لیے ادارہ بنایا جا رہا ہے اس کو مکمل support دے اور اس کے لیے budgetary provision اس کے لیے کرے۔

جناب والا! اب میں آنا چاہتا ہوں اگلے مسئلے پر وہ ہے General Policy" general policy" کے باب میں بھی ان recommendations کے اندر بڑی اہم سفارشات کی گئی ہیں اور میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ یہ محض خانہ پُری کے لیے نہیں ہیں بلکہ سینیٹ پوری سنجیدگی کے ساتھ حکومت سے توقع رکھتا ہے کہ وہ ان پر غور کرے گی۔ ہم سے dialogue کی ضرورت ہے' اس کے لیے فنانس کمیٹی موجود ہے بحث کرنے کے لیے لیکن ان کو محض کاغذ کا حصہ نہیں ہونا چاہیے ' ان کو عملی جامہ پہنانا چاہیے۔ ہماری پہلی recommendation یہ ہے کہ indirect taxes زیادہ ہیں ' direct taxes کم ہیں ان کا proportion تبدیل ہونا چاہیے۔ نمبر 2 اور یہ بڑی اہم تجویز ہے کہ جہاں ہم cash support کی تجویز کو welcome کرتے ہیں' وہیں سینیٹ یہ بات بھی کہنا چاہتی ہے کہ اصل ضرورت ملک

میں ایک National Social Security System کی ہے - اس کو comprehensive ہونا چاہیے، جس میں جو حقیقی مستحق ہیں اور کبھی بھی کمانے کے لائق نہیں ہوں گے، مثلاً بچہ ، ایسی widow جس کا کوئی سر پرست نہیں ہے، old age کے لوگ یا physical disabled ان چاروں categories کو آپ cash support programme serve کریں لیکن باقی لوگوں کو اگر آپ خیرات کے اوپر چھوڑ دیں گے تو یہ چلنے والی بات نہیں ہے - ان کو آپ economically productive بنائیں اور آپ کا سارا پروگرام اس طرح بننا چاہیے- نیز آپ National Insurance لائیے، health کے لیے بھی، education کے لیے، employment کے لیے بھی تاکہ لوگ contribute بھی کریں، حکومت بھی contribute کرے، ایک viable نظام ہونا چاہیے- اس میں ہم نے تجویز کیا ہے کہ ایک National Social Security System بنانا چاہیے- یہ اس کے لیے first step ہے-

ہماری تیسری تجویز کا تعلق small and medium industries سے ہے- ہم نے یہ کہا ہے کہ یہ back bone کی حیثیت رکھتی ہے، اسے نظر انداز کیا گیا ہے- اس کے لیے ہم نے recommend کیا ہے کہ loans بھی interest free ہوں اور service charges کی بنیاد پر اور ساتھ ہی یہ کہا ہے ملک کے سارے حصوں میں model developmental areas including FATA بنائے جائیں تاکہ اس طریقے سے روزگار grass roots پر فراہم کیا جا سکے- جناب والا! ہماری چوتھی تجویز privatization policy کے متعلق ہے- سینیٹ کی تجویز کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں ہم privatization پسند کرتے ہیں، وہاں یہ بات بھی ضروری ہے کہ privatization ملک کے strategic مفادات کو، اس کی self -reliance کو اور سب سے اہم Parliamentary oversight کو سامنے رکھ کر کی جائے- ہمارے سامنے capitalist's model نہیں ہے بلکہ وہ model ہے کہ جس میں public sector اور private enterprise دونوں مل کر کام کریں گے، پالیسی میں یہ change کرنے کی ضرورت ہے-

پانچویں recommendation یہ ہے کہ service banking and finance کو promote کیا جائے-

چھٹی agriculture loans کے بارے میں ہے زرعی ترقیاتی بنک کا record بڑا

خراب ہے اور سینیٹ نے تجویز کیا ہے کہ اس کے اوپر خصوصی supervision بھی ہو اور زرعی قرضے اس کے ذریعے دینے کی بجائے وہ راستہ اختیار کیا جائے جس سے loans کی صحیح utilization ہو سکے۔

دو بڑی اہم مزید تجاویز اس ضمن میں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ banking sector اس وقت سب سے زیادہ profit میں ہے' ایک سو بلین سے زیادہ ایک سال میں منافع کمایا ہے جب کہ ان کے tax rate جو کبھی 65% ہوا کرتا تھا وہ اب 38% ہو گیا ہے۔ ہم نے تین چیزیں تجویز کی ہیں۔ پہلی یہ کہ اس کو review کیا جائے اور banking sector rate بڑھانے کی کوشش کی جائے کم از کم 38 سے 41%۔ نمبر 2 by moral persuasion یا prudential regulations سے اس کو assure کیا جائے کہ banks اپنے profit کا ایک حصہ تعلیم کے فروغ' health اور poverty eradication کے لیے استعمال کریں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ سٹیٹ بینک اپنے تمام ذرائع استعمال کرے تاکہ banking spread کم ہو۔ ہمارے ملک میں 5 سے 7% banking spread ہے جب کہ دنیا بھر میں 3 سے 4 ہے جس کے نتیجے کے طور پر depositor کو اس کا حق نہیں مل رہا ہے تو تجویز کیا گیا ہے کہ ان معاملات کو دیکھا جائے۔ اس سلسلے کی آخری چیز یہ ہے کہ multi-national corporations کو جہاں ہم welcome کرتے ہیں اور encourage کرتے ہیں کہ وہ ملک میں invest کریں وہیں یہ integral part of the policy ہونا چاہیے کہ at least 25% of the profit would be reinvested in the country. اس وقت جناب والا! یہ ہے کہ سالانہ بلین ڈالر سے زیادہ profit باہر لے جایا جا رہا ہے تو اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! اس کے بعد بہت اہم چیز taxation, resource mobilization اور اس میں equity dimension کو سامنے رکھ کر جو جنرل تجاویز ہیں' وہ محض جنرل نہیں ہیں بلکہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کی کمیٹی نے تجاویز کی روشنی میں پوری گہرائی میں جا کر specific taxes کے بارے میں بات کی ہے اور recommendation دے رہی ہے۔

پہلی اہم recommendation یہ ہے کہ capital value tax جسے stock exchange کی lobby نے دو سال کے لیے رکوانے کی کوشش کی ہے یہ غلط ہے' اسے کم

ازکم 0.02 سے بڑھا کر 0.4 per cent minimum کیا جائے۔ جناب والا! ہماری دوسری تجویز یہ ہے کہ ہم salary raise کرنا ضروری سمجھتے ہیں' یہ صحیح قدم ہے لیکن ساتھ ہی ہم نے یہ بات بھی کہی ہے کہ وہ ملازمین جن کی تنخواہیں کم ہیں خاص طور پر گریڈ 16 تک کے ملازمین' ان کے لیے اضافہ زیادہ ہونا چاہیے اور جن کی زیادہ ہے اس میں increase کم کریں۔ سینیٹ نے تجویز کیا ہے کہ grade-16 تک 30% اور اس کے اوپر 15% اضافہ ہو۔ یہ equity کا تقاضا ہے۔ تیسری بات National Saving Schemes میں بھی جو اضافہ 2% کیا گیا ہے وہ ناکافی ہے ' اس وقت اصل مسئلہ ہمارے ملک کا یہ ہے کہ ہمارے saving rate amongst the lowest in the world ہیں بلکہ میں کہوں گا کہ lowest even amongst the developing countries ہیں اور آگے بڑھیے lowest in the region یہ بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ incentive دیا جائے اور ہماری تجویز ہے کہ return should be in keeping with the market rate at least. چوتھی چیز جناب والا! یہ ہے کہ expenditure کو مزید کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہم نے welcome کیا ہے کہ 30% وزیراعظم صاحب نے کم کیا ہے۔ ہم نے اسے welcome کیا ہے اور آپ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ سینیٹ نے initiative لیا ہے' National Assembly نے لیا لیا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ساتھ مطالبہ کرتے ہیں کہ ایوان صدر' نیشنل سیکیورٹی کونسل اور تمام ادارے جتنے بھی ہیں وہ یہی روش اختیار کریں اور expenditure کو مزید کم کریں' curtail کریں ' اس لیے کہ expenditure control کے بغیر آپ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ہماری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ جو essential commodities ہیں' اختلاف رائے سے بچنے کے لیے ہم نے یہ کہا ہے کہ import duties, sales tax سے زیادہ سے زیادہ ان کو مستثنیٰ کیا جائے۔ ہماری ایک اور تجویز یہ ہے کہ RND جو ہماری نگاہ میں textile کی خاص طور پر اور چند دوسری صنعتوں کے لیے بھی export کو maintain کرنے کے لیے ضروری ہے اورجس کا کوئی provision اس بجٹ میں نہیں کیا گیا ہے' اس بات کی ضرورت ہے کہ گورنمنٹ rethink کرے اور اس کے provision کرے۔

اس کے علاوہ پراپرٹی کے سلسلے میں tax on estate کو ہم نے welcome کیا ہے

لیکن ہم نے اس کے ساتھ کہا ہے کہ تین تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ پہلی یہ کہ پانچ مرلے minimum limit رکھی جائے تاکہ غریب کے مکان پر یہ tax نہ لگیں۔ اس کے بعد size of the plot چھوٹا پلاٹ ہے، بڑا پلاٹ ہے اس پر ایک ہی rate سے یعنی گزوں کے حساب سے لگانا صحیح نہیں ہے، یہ rate مختلف ہونا چاہیے اور مختلف size of plot کے حساب سے ہونا چاہیے لیکن تیسری بڑی اہم چیز یہ ہے کہ آپ نے پورے ملک کے لیے ایک ہی rate رکھا ہے، جب کہ ایک شہر میں بھی مختلف علاقوں میں قیمتیں مختلف ہیں۔ کراچی میں آپ دیکھیے کہ کلفٹن کا علاقہ اور لیاری کا علاقہ ایک سا نہیں ہے لیکن آپ نے ایک ہی flat rate رکھا ہے۔ اسی طریقے سے کراچی اور ایبٹ آباد ان میں بھی آپ نے کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ size and location کا فرق ہونا بہت ضروری ہے، اس کے بغیر یہ tax equitable نہیں ہو گا۔ اگر یہ آپ کرتے ہیں تو یہ tax جو آپ آمدنی اس وقت envisage کر رہے ہیں اس سے کئی گناہ بڑھ جائے گی تو اس لیے ہم نے یہ tax proposal بھی دیا ہے۔ ہمارا آٹھواں tax proposal جیسے میں نے banking sector کے بارے میں کہا ہے۔ جناب! small loans کے بارے میں ہماری تجویز یہ ہے کہ اس کے بارے آپ سختی نہ کریں، مجھے خوشی ہے کہ کل وزیر خزانہ نے یہ کہا ہے کہ ہم کم از کم auction اور property confiscation کا معاملہ نہیں کریں گے لیکن ہماری تجویز یہ ہے کہ housing, agriculture, industry تینوں میں ایک لاکھ تک کی limit جہاں جہاں distress situation ہے اسے آپ write off کرنے کے بارے میں سوچیں یا کم از کم reschedule کریں۔

ایجوکیشن کے بارے میں جناب والا! سینیٹ کی کمیٹی اور سینیٹ یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ ہم اس پر مطمئن نہیں ہیں کہ جو اضافہ کیا ہے 1.4% کا وہ کافی ہے، ہماری تجویز یہ ہے کہ اس بجٹ کے اندر education کے لیے کم از کم 3% of the GDP رکھا جائے اور next year سے وعدے کے مطابق 4% GDP پر لے جایا جائے۔ اس کے علاوہ ایک اہم تجویز اور ہم نے دی ہے کہ house building loans کے اوپر خاص طور پر mandatory insurance لائی جائے تاکہ اگر default situation ہے اور جن جن بنیادوں پر ہے، خواہ وہ widow ہے، یتیم ہے یا کوئی بھی وجہ ہے تو automatically وہ insurance سے cover ہو جائے گا۔ ہو

سکتا ہے کہ terms میں تھوڑا بہت فرق پڑ جائے لیکن یہ اتنی اہم چیز نہیں ہے۔ اصل اہم چیز یہ ہے کہ mandatory insurance, loans کے اندر ہونی چاہیے۔ Capital Value Tax کے بارے میں بھی ہم نے یہ بات کہی ہے کہ اسے مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ Capital Gain Tax ایک direct tax ہے اور اس کی وجہ سے ملک میں زیادہ equitable نظام بنے گا۔ جناب والا' میں نے ان 39 تجاویز کا تجزیہ کرکے ان 6 categories میں بتایا ہے کہ یہ ہم نے تجاویز دی ہیں۔ یہ کہنا کہ ہم نے جو تجاویز دی ہیں وہ vague ہیں' یہ صحیح نہیں ہے۔ ہماری تمام تجاویز specific ہیں۔ کچھ دو اور دو' چار کی طرح قوانین میں تبدیلی کے بارے میں ہیں' کچھ policy areas کے بارے میں ہیں' کچھ tax structure میں changes کے بارے میں ہیں اور کچھ ان مختلف معاملات کے بارے میں ہیں جن کے نتیجے کے طور پر اس ملک میں budget making یا budget کے اوپر parliament کا control improve ہو گا۔

جناب والا! آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں بہت خوشی محسوس کرتا ہوں کہ کم از کم سینیٹ میں ہم نے parties کی بنیاد پر نہیں' پاکستان' اصول' ایک خوشحال فلاحی معاشرہ بنانے اور federating units کے ساتھ انصاف کرنے کی بنیاد پر bipartisan انداز میں غور کیا ہے---

(ڈیسک بجائے گئے)

میں توقع رکھتا ہوں کہ حکومت ان تجاویز کو وہ اہمیت دے گی جن کی یہ مستحق ہیں اور ماضی کی طرح اسمبلی محض وزن بیعت کے لیے ان کو سن کر ختم نہیں کردے گی بلکہ سنجیدگی کے ساتھ ان پر غور کرے گی۔ ہماری Finance Committee ہر سطح کے اوپر مزید گفتگو کے لیے تیار ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی کے تمام ارکان' خصوصاً اس کے صدر اور سینیٹ سٹاف' انہوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے' ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔ یہی مثال اوروں کو بھی follow کرنی چاہیے اور جو محنت کی گئی ہے' policy changes اگر اس کی روشنی میں ہوتی ہیں تو .we feel more than awarded بہت بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Raza sahib! would you like to say something?

آغا صاحب! آپ نے کچھ کہنا ہے؟

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف)، نہیں جی۔

Mr. Chairman: Now, we have unanimous items stand approved and I think it is a very good omen.......

(ایوان سے آوازیں آئیں کہ "ayes have it" کروالیں)

جناب چیئرمین، بھنڈر صاحب! آپ move کردیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب! جیسے آپ یا ہاؤس مناسب سمجھے۔ ایک ایک پڑھنی ہے یا---

جناب چیئرمین، I think numbers کردیں' ایک ایک کی ضرورت نہیں ہے۔ Numbers پورے ہیں۔ 1-76 کردیں-----

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب! جیسے آپ کا خیال ہے------

Mr. Chairman: Now, Items 1-76 are put to the House.

(The motion was carried)

(Desk thumping)

Mr. Chairman: This is a very good omen and I hope this spirit of mutual cooperation continues and everybody is complimented on that especially parliamentary leaders, Leader of the House, Leader of the Opposition and all the members of course.

Now, items 4 and 5, are they pressed? Is there any......

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین صاحب' آپ move کریں گے اور اس پر بحث بھی ہوگی' debate بھی ہوگی اور discussion کے بعد پھر ہم-----

جناب چیئرمین، Discussion پر depend کرتا ہے-----

Item No. 4 will be moved. Bhinder sahib.

Motion: Amendments Not to be Made Through Finance Bill

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that the Senate recommends to the National Assembly that the following substantive laws should not be amended through the Finance Bill and as such proposed amendments in different clauses of these Acts should be deleted. Names of the proposed enactments:

1. The Pakistan Penal Code, 1860.
2. The Code of Criminal Procedure, 1898.
3. The Provincial Employees' Social Security Ordinance, 1965.
4. The West Pakistan Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) Ordinance, 1968
5. The Securities and Exchange Ordinance, 1969
6. The Minimum Wages for Unskilled Workers Ordinance, 1969.
7. The Workers Welfare Fund Ordinance, 1971.
8. The Employees' Old-age Benefits Act, 1976.
9. The Modaraba Companies and Modaraba (Floatation and Control) Ordinance, 1980.
10. The Companies Ordinance, 1984.
11. The Supreme Court (Number of Judges) Act, 1997

12. The Regulation of Generation, Transmission and Distribution of Electric Power Act, 1997.

13. The Securities and Exchange Commission of Pakistan Act, 1997.

14. The Khushhali Bank Ordinance, 2000.

15. The Insurance Ordinance, 2000.

16. The Listed Companies (Substantial Acquisition of Voting Shares and Takeovers) Ordinance, 2002.

17. The Federal Board of Revenue Act, 2007.

جناب چیئرمین: جی---

Senator Prof. Khurshid Ahmed: I don't want to repeat it but I support the same and I am a co-mover for this motion.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا، گزارش یہ ہے کہ اس تحریک میں ہم نے یہی کہا ہے، پہلے بھی عرض کر چکے ہیں، کہ بہت سے bills جو Money Bill کی آڑ میں Money Bill تصور کرتے ہوئے House کے سامنے لائے جاتے ہیں، ان میں سینیٹ bypass ہوجاتا ہے۔ سینیٹ کو اس میں صرف recommendations دینے کا اختیار ہے، انہیں reject کرنے کا، انہیں Mediation Committee میں بھیجنے کا، ان میں ترامیم کرنے کا اختیار اس لحاظ سے نہیں ہے جس طرح independent legislative body ہونے کی حیثیت سے سینیٹ کو ہوتا ہے۔

یہ روایت چند سالوں سے چلی ہے۔ میں اس سلسلے میں صرف موجودہ حکومت کو ہی مورد الزام نہیں ٹھہراؤں گا بلکہ اس سے پہلے بھی یہ ہوتا آیا ہے اور ہم agitate کرتے رہے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ نہ پہلے ہونا چاہیے تھا اور نہ اب ہونا چاہیے لیکن بعض اوقات ایک مثال دے دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے ہوتا رہا ہے۔ جناب، بہت سی باتیں جب

repeat ہوتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ پہلے بھی ہوتی تھیں۔ جناب، غلطی اگر پہلے ہوتی تھی تو دوبارہ نہیں ہونی چاہیے۔ اگر اصلاح پہلے موجود ہے تو اس کو ضرور follow کریں۔ اصلاح کو یا اچھی چیز کو ضرور follow کریں لیکن bad example کو follow نہیں کرنا چاہیے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اس طرح سے ہمیں ان مثالوں پر کاربند نہیں ہونا چاہیے جو پہلے ہوئی تھیں۔ یہ جتنے بھی قوانین ہیں، ان کی تفصیل میں اگر میں جاؤں تو بہت وقت لگے گا لیکن میں مختصراً اتنا کہوں گا کہ Money Bill کی تعریف جو آئین میں دی گئی ہے کہ Money Bill کیا ہے؟ Money Bill وہ ہے جو regulate کرتا ہے، جو impose کرتا ہے یا جو کسی tax کے متعلق، کسی cess کے متعلق، کسی charge کے متعلق اگر کوئی بات کرتا ہے تو وہ Money Bill کی تعریف میں آتا ہے۔ جناب والا، جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اگر آپ Pakistan Penal Code میں ایک جرم زائد کر رہے ہیں تو وہ کون سا Money Bill ہے؟ وہ کیسے Money Bill بنے گا؟ Criminal Procedure Code میں اگر آپ procedure کو بدل رہے ہیں، اگر آپ طریقہ کار کو بدل رہے ہیں تو وہ کون سا Money Bill بنے گا؟

ایک دفعہ بڑی interesting interpretation آئی کہ اس پر خرچ ہوتا ہے۔ خرچ تو ہر bill پر ہوگا۔ آپ جو بھی enactment یہاں کریں گے، کسی بھی اتھارٹی کو اس کی implementation کا اختیار دیں گے تو وہ Money Bill نہیں ہوگا۔ Money Bill بڑا restricted ہے۔ ہم نے اپنی parliamentary life میں دیکھا ہے کہ Finance Bill دو تین صفحے سے زیادہ نہیں ہوتا تھا، اب Finance Bill کا حجم دیکھ لیجیے کہ یہ Finance Bill ہے۔ اس کے 152 pages ہیں، اس میں 27 clauses ہیں اور پونے دو سو کے قریب sections ہیں جو amend ہوئے ہیں۔ جناب، ہم سے مانگ لینا کہ ان کو سات دن میں study بھی کرو، ان کی recommendations بھی تیار کرو اور ان کو finalize بھی کرو، پھر ہمیں ارسال بھی کرو۔ جناب، یہ humanly impossible چیز ہے اور یہ چیز repeat نہیں ہونی چاہیے۔ ہمیں اس کو depreciate کرنا چاہیے۔ دو چار bills, Customs Act, Income Tax, Excise وغیرہ ہیں، ان کے متعلق یہ confine کرنا چاہیے۔ آئندہ کے لیے جو tax levying

enactments ہیں ان کو ہی ہمیں Finance Bill میں include کرنا چاہیے۔ دوسرے Finance Bill میں include نہیں ہونے چاہییں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھا ہوا کوئی بھی رکن اس بات کے خلاف نہیں ہے' ہر ایک اس کے حق میں ہوگا کہ ہمیں Money Bill, Money Bill تک محدود رکھنا چاہیے تاکہ قومی اسمبلی Money Bill کے ساتھ deal کرے اور باقی معاملات کو دونوں Houses pass کریں۔ اسی صورت میں ہمیں موقع ملے گا کہ ہم اپنی جتنی بھی inputs دے سکتے ہیں' دیں گے۔

میں ہاؤس سے یہ استدعا کروں گا کہ اس سے agree کرتے ہوئے یہ چیز بھی سینیٹ کی طرف سے قومی اسمبلی کو recommend کردینی چاہیے۔ بہت شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Thank you, Professor Khurshid Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! محترم انور بھنڈر صاحب کی بات کی مکمل تائید کرتے ہوئے' co-sponsor کی حیثیت سے میں صرف دو تین باتوں کا اضافہ کروں گا۔ پہلی بات یہ کہ کم از کم مجھے یہ credit حاصل ہے کہ میں نے اس ایوان میں اس مسئلے کو سب سے پہلے 1989 میں اٹھایا تھا۔ محترم میاں رضا ربانی صاحب نے جس ruling کا ذکر کیا' میں نے اس بات کو challenge کیا تھا کہ یہ Money Bill کو stretch کرنے کی بڑی نامناسب کوشش ہے' اسے نہیں ہونا چاہیے۔ اب تک ہم کامیاب نہیں ہو سکے۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں اپنی جدوجہد جاری رکھنی چاہیے' pressure بڑھانا چاہیے' حتیٰ کہ یہ کام ہو سکے۔ اس لئے کہ

۱۔ یہ unconstitutional ہے۔ Money bill ایک متعین bill ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نتیجے میں کسی tax, کسی levy, کسی ایسے charge پر جو حکومت عوام سے وصول کرتی ہو' اضافہ یا کمی بیشی' اس کا نام لے کر ہر bill کو تبدیل کر دینا اور جہاں چاہیں وہاں پر amendments لے آنا' یہ unconstitutional ہے۔

۲۔ یہ غیر اخلاقی ہے۔ اس لئے کہ اگر حکومت قانون کی پاسداری نہیں کرتی' غیر اخلاقی رویہ اختیار کرتی ہے تو یہ باقی سب کے لئے بری مثال بنتی ہے' پھر وہاں سے لے کر Police

Man تک اور Traffic Warden تک سب یہی کام کرتے ہیں۔

۳۔ تیسری بات جس کا ذکر Privilege Motion میں آ گیا ہے' اس لئے میں اس کو repeat نہیں کروں گا' لیکن اس کا اعادہ ضرور کروں گا وہ یہ ہے کہ Senate as an institution اس کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس کے اختیار پر شب خون مارنا' اسے bypass کرنے کی ایک کوشش ہے۔

یہ تینوں وجوہ ایسی ہیں جن کی بنا پر یہ کام نہیں ہونا چاہیے اور میں بھی پوری درد مندی کے ساتھ Leader of the House and حکومت کے نمائندوں سے اپیل کروں گا کہ ان کے دل ہمارے ساتھ ہیں' کاش ان کی زبانیں بھی ہمارے ساتھ ہو جائیں اور اس معاملے میں وہ ہم سے تعاون کر کے اسے سینیٹ کی متفقہ آواز کے طور پر اسمبلی کے سامنے پہنچائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی خالد رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب چیئرمین! جو باتیں انور بھنڈر صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب نے کی ہیں میں ان کی تائید کرتے ہوئے اتنا کہنا چاہوں گا کہ بھنڈر صاحب نے استدعا کی ہے کہ Senate قومی اسمبلی کو یہ recommend کرے کہ یہ تمام قوانین ہیں یہ in definition of money bill in the constitution میں نہیں آتے۔ Leader of the House بھی یہ کہہ رہے ہیں' سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پہلے ہی House نے unanimously اس issue کو کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ Prima facie تو یہ accept کیا جا رہا ہے کہ یہ واقعی وہ قوانین ہیں جو money bill کے زمرے میں as defined in the constitution نہیں آتے۔ اس پر دو پہلو نہیں ہیں' لیکن میں ضمناً on the point of intervention یہ پوچھنا چاہوں گا' اگلے روز محترمہ شیریں رحمان صاحبہ کہہ رہی تھیں کہ یہ جو نمبر ۱۸ پر قانون ہے the Supreme Court number of Judges Act 1997 یہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہم نے ان ججوں کو تنخواہ تو دینی ہے۔ میں پوچھتا ہوں' بلکہ جاننا چاہوں گا جناب رضا ربانی صاحب سے کہ کل ہی آپ نے ججوں کے گھر جا کر ان کو تنخواہ دی ہے' جو جج معزول ہیں اور جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی آپ تنخواہ دے رہے ہیں' کیا اس سے پہلے کوئی مد exist

نہیں کرتی؟ کس مد سے آپ نے معزول ججوں کو تنخواہ دی؟ میں یہ سمجھتا ہوں اگر یہی بہانہ ہے کہ ان کو تنخواہ دینی ہے، تنخواہ تو آپ پہلے ہی ان کو دے رہے ہیں۔ آپ کوئی اور بہانہ ڈھونڈ لیں، لیکن یہ بہانہ نہیں بنتا کہ جی ہاں اس لئے

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

اسے میں کہتا ہوں، ایک ہوتا ہے عذر، ایک ہوتی ہے وجوہ، ایک ہوتا ہے ڈھکونسلا، یہ ڈھکونسلا ڈھونڈا جا رہا ہے کہ ہاں جی اس لئے ہم یہ bill لے کر آرہے ہیں۔ میں دونوں بڑے بھائیوں کی بات کی تائید کر کے کہوں گا کہ جس فراخ دلی سے Leader of the House نے کہا ہے کہ ہم committee کو یہ motion بھیجتے ہیں، اسی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، جب کہ وہ خود کہہ رہے ہیں کہ ہاں جی ان کو اس bill میں نہیں ہونا چاہیے۔ میں House سے request کروں گا کہ جو اپیل بھنڈر صاحب نے کی، یا جو اپیل پروفیسر صاحب نے کی ہے اس کی ہم سب تصدیق کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! اس موضوع پر پہلے ہی بہت بحث ہو چکی ہے بلکہ ابتداء سے ہی یہ بات ہمارے سامنے رہی ہے اور جیسا میں نے پہلے بھی کہا کہ یہ issue میں نے بھی اٹھایا ہوا تھا، دوسرے دوستوں نے بھی اٹھایا اور ہم نے یہ issue صرف آج نہیں اٹھایا، جب اس طرف بیٹھے ہوئے تھے تب بھی اٹھایا، اپنی tradition اور اصول کو treasury benches پر بھی بیٹھ کر نہیں بھولے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں حکومت نے اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے اور ہم نے کل یہ بات دیکھی کہ Finance Minister نے یہ بات کہی کہ in difference to the wishes of the Senate of Pakistan finance bill کے اندر Clauses 2, 3, 13, 22 and 27 پر جو bills ہیں، یعنی پانچ bills تو وہ straightaway withdraw کر رہے ہیں۔ تین یا چار ایسے bills ہیں جن پر وہ مزید میرے ساتھ اور اپنی وزارت کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نظر ثانی کر رہے ہیں اور پھر Privilege Motion بھی آیا، آپ نے دیکھا کہ without any cons we have referred that also to the Standing

Committee.

Mr. Chairman: And that is appreciated also

Senator Mian Raza Rabbani: I think there are no two ways about it sir,

صرف ہماری حکومت ہی نہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی سیاسی حکومتیں آتی رہی ہیں وہ

slaves of the system رہی ہیں - یہ ایک کیونکہ easy way of legislation,

bureaucracy کے سامنے آتا ہے' لہذا وہ اس میں یہ کردیتے ہیں'

we were no exception and Finance Minister admitted it that we also became slaves of the system but the only difference is that we have realized it. We have tried to chink away at the chains that are holding us down and therefore, keeping this in mind that there is a realization, keeping this in mind that we have already withdrawn five. We are in the process of reviewing three other Acts to be withdrawn; Referring it to the Standing Committee is also an admission that we believe that the Senate should not circumvented it. It would be my request to the honourable Leader of the House, to the honourable Leader of the Independent Group and in the ......

Mr. Chairman: Honourable Leader of the Opposition.

Senator Mian Raza Rabbani: Oh, sorry, Leader of the Opposition. Its difficult to forget sir,

(Laughter)

I, still at times, go back to my old office.

(Laughter)

لہذا میری ان سے request یہ ہو گی کہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا point ابھی بھی register ہو گیا ہے۔ اس کو اگر وہ press نہ کریں۔

سینیٹر احمد علی، جناب والا! سینیٹ کا ماحول دیکھیں کیسا ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: Lets have the attention of all the members please, Ahmed Ali Sahib specially had done a lot of hard work that is not ignorable. Professor Khursid Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں آغا صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس معاملے میں ہم سب کے جذبات کو پیش نظر رکھیں کہ اگر اس issue کا جو message ہے وہ effectively convey کیا جا رہا ہے تو پھر ہم ووٹ پر اصرار نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین، کامل علی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! محترم قائد ایوان کا موقف سننے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں چونکہ یہ معاملہ اب آپ نے Privilege Committee کے پاس refer کر دیا ہے اور چونکہ انہوں نے اپنے ہی موقف کی تائید میں، ہمارے موقف کی تائید کی ہے۔ یہ اچھا initiative انہوں نے لے لیا اور پانچ bills اس میں سے withdraw بھی کر لئے ہیں اور تین مزید bills withdraw کرنے کے لئے یہ غور کر رہے ہیں۔ یہ ایک اچھا رویہ ہے اور اس کے ساتھ monitoring بھی ہماری Committee کر لے گی۔ جب یہ معاملہ Privilege Committee کے پاس جائے گا تو آئندہ کے لئے معاملات بہتری کی طرف جائیں اور ہم چاہتے ہیں، پہلے دن سے ہماری قیادت نے بھی یہ کہا کہ ہم اپنا رویہ، وہ جو سابقہ رویہ تھا اپوزیشن کا ادھر بیٹھ کر یہ خود روا رکھتے رہے ہیں، وہ ہم انشاء اللہ نہیں رکھیں گے۔ ہم progressive mind کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہوا ان کے ساتھ یقیناً یہی ہے جو یہ admit کر رہے ہیں کہ ان کے پاس ٹائم نہیں تھا اس کی وجہ سے bureaucracy نے انتہا کر دی۔ اب ہمارے دور میں یہ طعنہ دیتے تھے کہ bureaucracy rule کر رہی ہے اور ہماری حکومت پر جماعتی grip کم ہے۔ یہ

ان کی طرف سے الزام تھا لیکن یقیناً ثابت یہ ہوا کہ آج bureaucracy کم از کم تین گنا زیادہ rule کر رہی ہے۔ یہ جو Bills ہیں اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے دور میں اگر 9 تھے تو اب 27 ہیں۔ اس کے اندر جو Bills amend ہو رہے ہیں تین گنا زیادہ bureaucracy کی grip ان کے اوپر مضبوط ہوئی ہے' یہ ثابت ہو گیا ہے لیکن چونکہ ان کو احساس ہو رہا ہے تو ہم اس احساس کی نسبت سے ہم بھی ایک قدم آگے بڑھتے ہیں اور ان کے ساتھ یہ تعاون کرتے ہیں کہ ہم اس کو vote پر نہیں لے جاتے اور دیکھتے ہیں کہ یہ اس سلسلے میں اپنے موقف کو کتنا آگے بڑھاتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Very healthy trend of mutual cooperation. I pray it continues and then we will go to item No.5. Prof.Khurshid Ahmad.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اب ہم آج کے agenda کے آخری item پر آتے ہیں جو کئی حیثیتوں سے یہ بڑا اہم issue ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے ہم نے سرتوڑ کوشش کی۔ یہ ذرا-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بیگ صاحب' Bilour Sahib wants to see your face. درانی صاحب۔ مشاہد صاحب۔ آپ کو وہ لوگ چاہ رہے ہیں کہ آپ Have you accepted? بھی ان کے ساتھ آ کر شراکت کریں۔

Withdrawal of One Per Cent Proposed Increase in Sales Tax and Central Excise Duty

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا خیال ہے کہ یہ بہت ہی درست متوجہ کیا ہے بلور صاحب نے اور حقیقت یہ ہے کہ اسی ایوان کا ایک خاص مسلم اصول رہا ہے کہ اگر کسی کو گفتگو کرنی ہے تو lobbies موجود ہیں وہ وہاں جا کر بات چیت کر لے لیکن یہاں ہمیں یا بات سننی چاہیے یا خاموش بیٹھنا چاہیے۔ میں عرض کر رہا تھا جناب والا! کہ یہ آخری item ہے۔ لیکن اہمیت کے اعتبار سے ایک merit ہے کہ اس پر پوری سنجیدگی سے

غور کیا جائے۔ ہم نے کمیٹی میں سرتوڑ کوشش کی کہ اس پر اتفاق رائے ہو جائے اور ایسے لمحات بھی آئے ہیں احمد علی صاحب بتائیں گے کہ ہم قریب قریب تھے لیکن سچی بات یہ ہے کہ ہم unanimous recommendations نہیں بنا سکے لیکن ہمارے لئے دوسری بات ممکن نہیں تھی کہ ہم اس پر خاموش رہیں اور اسے ایوان کے سامنے نہ لائیں۔ Issue کیا ہے؟ جناب چیئرمین! basically اس میں دو issues ہیں۔ پہلا issue یہ ہے کہ آج نمبر ا پر مسئلہ اس ملک کے عوام کے لئے inflation ہے۔ قیمتوں میں اضافہ ہے۔ خاص طور پر ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ یہ بات میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ آپ کوئی بھی survey اٹھا کر دیکھ IRI کے survey میں 51% of the population نے یہ کہا ہے کہ نمبر ا مسئلہ inflation کا ہے۔ direct survey کریں، کسی بازار میں چلے جائیں، کسی گھر میں آپ چلے جائیں، کسی سے آپ بات کیجیے، اخبارات کے صفحات اٹھا کر دیکھ لیں یعنی اگر فی الحقیقت آج ملک کا سب سے اہم مسئلہ مہنگائی ہے تو ہر وہ چیز جو مہنگائی میں اضافے کا باعث ہو وہ تباہ کن ہے اور ہر وہ چیز جو لوگوں کے بوجھ میں کمی کر سکے اس کے معنی ہیں قیمتیں کم ہونا یا آمدنی بڑھنا، وہ خیر کا باعث ہے۔ ایک per cent sales tax اور اس چیز کے equivalent, excise duty میں 1% اضافہ جو تقریباً تمام اشیاء پر ہے یہ فطری طور پر افراط زر پیدا کرنے اور قیمتیں بڑھانے کا ذریعہ بنے گا۔

جناب والا! میں کوئی technical بات نہیں کرنا چاہتا لیکن معاشیات کا ایک rule ہوتا ہے multiplier effect یعنی یہ کہ آپ نے 1% یہ بڑھایا ہے لیکن قیمتوں میں اضافہ 1% نہیں ہو گا بلکہ یہ اضافہ پانچ سے دس فیصد ہو گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنے intermediaries آتے ہیں اس کی وجہ سے یہ صورتحال ہوتی ہے۔

Mr. Chairman: Let's please attend to the member.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: تو یہ اضافہ 1% کی صورت میں 5% سے 10% اضافہ ہو گا، لوگوں کی عام اشیاء صرف کی قیمتوں پر یہ اضافہ قوم کے لئے ناقابل برداشت ہو گا۔ اس لئے اسے نہیں ہونا چاہیے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ indirect ہے۔ ہم برابر کہہ رہے ہیں اور

ہماری اپنی recommendations ہیں کہ indirect taxes کو کم کریں اور یہ ہماری متفقہ تجویز ہے کہ indirect taxes کو کم کرو اور direct taxes کو بڑھاؤ۔ کیوں؟ اس لئے کہ indirect taxes جو ہیں' وہ غریبوں پر tax ہے وہ across the board ہر ایک پر ہوتا ہے اور ایک ہی ہوتا ہے' جب کہ direct tax جو ہوتا ہے وہ capacity to pay کی مناسبت سے لگایا جاتا ہے تو یہ اصول بھی ہے لیکن یہ ہماری ایک ضرورت ہے تو دونوں اعتبار سے indirect tax کے اندر sales tax اور excise duty میں 1% کا اضافہ ناقابل قبول ہے۔ Economics کے اعتبار سے بہت ہی unprodutive بلکہ explosive تجویز ہے جب کہ equity کے اعتبار سے نا قابل قبول ہے' آپ لوگوں کے لئے سیاسی ' معاشی' ہر اعتبار سے نقصان دہ ہے بلکہ میں کہوں گا کہ پیپلز پارٹی اور coalition حکومت کے لئے یہ ایک بڑا مہنگا سودا ہوگا' اس لئے خدا کے لئے اس پر دوبارہ غور کریں۔

آپ کی دلیل سب سے بڑی یہ ہے کہ ہمیں پیسہ چاہیے بالکل چاہیے اور اس 1% سے تقریباً چوبیس، پچیس بلین کی آمدنی ہوگی۔ چھبیس دن' یہ آپ کی بات صحیح ہے۔ یہ جو میں کہتا ہوں کہ چھبیس ملین' ایک عام شہری کے منہ سے کھانے کا نوالہ چھین لینا' اخلاقی' سیاسی' معاشی اعتبار سے غلط counter ہوگا۔ اس کے برعکس ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ چھبیس بلین یا اس سے بھی زیادہ' مثال کے طور پر جو ہم نے CVT کے بارے میں تجویز دی ہے کہ 0.02 سے بڑھا کر آپ 0.04 کر دیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر آپ کو 8 billion extra ملنا چاہیے۔ ہم نے تجویز دی ہے کہ بینک پر آپ 38 سے 41 کر دیں' اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر آپ یہ 4% اضافہ کرتے ہیں' صرف 3% اضافہ کرتے ہیں' بینکوں کی اس وقت income or profit 100 billion کے قریب ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ 3 to 4 billion اس سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم نے کہا ہے کہ real estate, capital gain tax ان کو لگائیے۔ اس کے نزدیک آپ 26 نہیں' آپ 36 billion ' آپ 46 billion' آپ 56 billion حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ راستہ اختیار کیجیے۔ یہ راستہ اختیار نہ کیجیے۔

اس لئے میں ان سے درد مندی کے ساتھ' معاشیات کے طالبعلم کی حیثیت سے' ایک سیاسی کارکن کی حیثیت' اس ایوان کے ایک ممبر کی حیثیت سے بلکہ ان کے خیرخواہ کی حیثیت

سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے sales tax اور excise duty میں اضافے کا راستہ اختیار نہ کیجیے۔ دوسرے راستے موجود ہیں۔ میں آپ کی مشکل کو محسوس کرتا ہوں۔ آپ کو اپنے اخراجات کو کم کرنا ہے۔ آپ کو اپنی آمدنی کو بڑھانا ہے۔ فی الحال آپ کو taxes بڑھانے کی ضرورت ہے۔ آپ کو taxes کی وصولی کے نظام کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے، جو leakages ہیں ان کو روکنے کرنے کی ضرورت ہے اور یہاں میں ضمناً یہ بھی کہہ دوں کہ آپ کے income tax law میں میرے علم کی حد تک دو سو exemptions ہیں جس کی وجہ سے جو با اثر افراد ہیں انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔ آپ نے اس میں سے 32 withdraw کئے ہیں جو اچھی بات ہے لیکن ابھی 170 exemptions باقی ہیں ان کو review کیجیے، ان کو withdraw کیجیے، ان کے نتیجے کے طور پر income آپ کی بڑھے گی اور اس طرح کوئی difference پیدا نہیں ہو گا۔ اس لیے جناب والا! میں ان مضبوط دلائل کی بنیاد پر حکومت اور اس کے نمائندوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کو review کریں اور اس طرح سینیٹ کو اپنا ایک مثبت contribution کرنے کا موقع دیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Any of the other movers? Mashhadi Sahib.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi:

Thank you very much Mr. Chairman. I fully support whatever Prof. Khurshid Ahmed has said on this subject. Sales tax is perhaps, the one single item which raises the prices of almost every item in the market. I had proposed in my budget speech that there should have been a complete reduction of this sales tax, specially, on edible items and food stuffs. Especially, those which are consumed by the poor people of Pakistan like atta, ghee, tea, sugar. Going through whole of the budget, I had said that I find nothing whatsoever, in favour of the poor in this budget. Infact, to add insult to injury, they have proposed a one per

cent increase. Now, this increase will be borne by the poor, meek and humble people of Pakistan. This budget is aimed at making the rich, richer and the poor, poorer. The instruments that they are using is this dreaded sales tax and raising it by one per cent as Prof. Khurshid has said, we understand the mechanisms that takes place in the market. The edible items are not available to the poor today. The poor are forced to sell their children. They are forced to commit suicide to make both ends meet and in order to keep their body and soul together. The effect of this one per cent will be over ten per cent rise in the prices of those food stuffs which are eaten by the large, vast majority of the people of Pakistan. Under no circumstances, can we afford to further torture the people of Pakistan. I do not understand why they are being punished? Why the poor, the meek, the humble people are being punished in this budget? Did Mohtarma Benazir Shaheed give her life in vain? Is she forgotton so soon? She waged a struggle for the poor . She fought for the poor and she would have wanted every single relief that could possibly be given to the poor and yet we are proposing a one per cent increase in sales tax and excise duty. Actually, Mr. Chairman, everywhere in the world, this is a provincial subject. This sales tax should be given to the provinces but because the Center has usurped everything and they usurped the sales tax and the excise duty too. I strongly recommend that this tax be opposed and it should be withdrawn as quickly as possible so that some relief is given to the weak, to the humble, to the hard pressed, to the neglected masses of Pakistan. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر. اس تحریک میں ہم نے کہا ہے کہ جنرل سیلز ٹیکس اورسنٹرل ایکسائز ڈیوٹی میں ایک فیصد کا جو اضافہ کیا گیا ہے' اس کو ختم کیا جائے ۔ میرا خیال ہے اس ایوان میں جتنی بحث بھی ہوئی ہے' جتنے سینیٹر صاحبان نے تقاریر کی ہیں ان میں غریبوں کا ذکر کیا گیا ہے' ان میں معاشی حالات کا ذکرکیا گیا ہے۔ انہوں نے اس وقت عوام کی قوت برداشت کا ذکر کیا ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ ہمارے ملک میں عوام پر مزید بوجھ نہ ڈالا جائے۔ ہمارے اقتصادی حالات جو کچھ بھی ہیں' ہمیں اس کا احساس ہے کہ مشکل معاشی حالات ہیں لیکن ان معاشی حالات میں بھی ہر سینیٹر اس بات کا ہمارا ہمنوا ہے کہ اس وقت عوام کی' غریبوں کی جو حالت ہے وہ بھی اس وقت اس چیز کی متقاضی نہیں ہے کہ ان پر مزید بوجھ ڈالا جائے ۔

جناب والا! سیلز ٹیکس کوئی امراء پر ٹیکس نہیں ہے ۔ سیلز ٹیکس تو ظاہری طور پر دکانداروں سے وصول کیا جاتا ہے لیکن اس کا incidence عوام پر جاتا ہے' وہ لوگوں پر جاتا ہے' وہ گھر کی اشیاء پر جاتا ہے۔ وہ گھی لینے جائیں گے تو بھی ایک فیصد سیلز ٹیکس لگ جائے گا ۔ خانہ داری کی دوسری چیزیں بھی جب ہم لیں گے تو ان پر ایک فیصد سیلز ٹیکس لگ جائے گا۔ اس سے مہنگائی میں اضافہ ہوگا' یقیناً مہنگائی میں اضافہ ہوگا لیکن میں موجودہ حکومت کو یہ بھی عرض کر دوں کہ سب سے زیادہ جو damaging effect ہوتا ہے کسی حکومت کے لیے' وہ عوام کے تاثرات ہوتے ہیں اور عوام میں مہنگائی کا تاثر نہ صرف موجود ہے بلکہ محسوس کیا جاتا ہے اور شدت سے محسوس کیا جاتا ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس شدت میں اور اضافہ ہو اور لوگ محسوس کریں کہ جو مہنگائی پہلے ہے اس میں اور اضافہ ہوگیا ہے تو جناب والا! وہ اس مہنگائی کو' اس حکومت کو attribute کریں گے۔ اس لیے اس حکومت کی کوشش ہونی چاہیے کہ لوگوں میں یہ احساس یا تاثر پیدا نہ ہو۔ ہم نے کمیٹی میں بہت کوشش کی کہ کسی طرح سے اس میں کوئی agreement ہو جائے اور اس agreement کے تحت ہم بھی کہہ سکیں--- لیکن ہم تو جناب والا! agitate کرتے ہیں اور ہم یہ بات بالکل کہتے ہیں اور اسی لیے یہ اس ایوان کے

سامنے لائے ہیں کہ یہ بات ہماری نہیں ہے، کسی سینیٹر کی نہیں ہے ، کسی پارٹی کی نہیں ہے، یہ مسلم لیگ (ق) کی نہیں ہے ، یہ مسلم لیگ (ن) کی نہیں ہے، یہ سارے عوام کی اور سارے پاکستانیوں کی آواز ہے۔ اس میں اگر آپ اضافہ کریں گے تو یقیناً اس سے عوام پر بوجھ بھی بڑھے گا، مالی حالت بھی کمزور ہوگی اور میں عرض کروں کہ خزانے میں اتنا اضافہ نہیں ہوگا جتنی بدنامی ہوگی۔ خزانے میں اتنے پیسے نہیں آئیں گے جتنی موجودہ حکومت کی شہرت خراب ہوگی۔ پھر جناب والا! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عوام پر جو بوجھ پڑے گا وہ بھی نہ عوام کے لیے فائدہ مند ہے، نہ حکومت کے لیے فائدہ مند ہے ۔ اس لیے ایسا قدم اٹھانا جو عوام کے مفاد میں بھی نہ ہو اور حکومت کے مفاد میں بھی نہ ہو ، اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور حکومت کو یہ مان لینا چاہیے کہ یہ ایک فیصد کا جو اضافہ کر رہے ہیں، وہ واپس لیں۔ اس سے عوام کا بھی بھلا ہوگا اور اس سے ان کا تاثر بھی اچھا چلا جائے گا۔ ہم تو آواز اٹھائیں گے، ہم نے آواز اٹھا دی ہے لیکن اس آواز کے باوجود، ان تمام دلائل کے باوجود اور خود محسوس کرتے ہوئے--- جناب والا! یہ ببانگ دہل کہتے ہیں کہ ہمیں broken economy ملی ہے، یہ ببانگ دہل کہتے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ق) نے کچھ نہیں کیا۔ یہ ببانگ دہل کہتے ہیں کہ عوام پر پاکستان مسلم لیگ (ق) نے بوجھ ڈالا لیکن جناب اب ان کی باری ہے یہ بوجھ نہ ڈالیں۔یہ اس بوجھ کو ختم کر دیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ عوام کے مفاد میں ایک قدم اٹھاؤ۔ جناب والا! اگر ہم نے نہیں کیا تو ہمیں یہ نہ کہیں کہ آپ نے نہیں کیا، یہ خود کر دیں۔ اپنے عمل سے یہ دکھا دیں کہ آپ عوام کے زیادہ ہمدرد ہیں، ہمیں طعنہ نہ دیں ، چلیے ہم نے نہیں کیا، ٹھیک ہے یہ ہمارا قصور کہہ لیں۔ ہمیں ملزم بھی گردان لیں لیکن اب آپ کی باری ہے آپ تو کر سکتے ہیں ۔ اب ہم آواز اٹھاتے ہیں، آپ کر دیں۔ آپ اس ٹیکس کو دور فرما دیں اور ہم یہ کہیں گے کہ ہم نے تو آواز اٹھائی، آپ مان جائیں، عوام کا بھلا کریں۔ آپ کا بھی بھلا ہوگا اور میرا خیال ہے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا۔ Thank you very much sir.

جناب چیئرمین: رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! جہاں تک اس motion کا تعلق

ہے تو یقیناً کئی بار ہم نے اس بجٹ کو پیش کرتے ہوئے بھی اور بجٹ کی بحث کے دوران بھی اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ مختلف وجوہات کی وجہ سے اس وقت ایک بہت بڑے financial crunch کا ملک کو سامنا ہے اور اس financial crunch کی consequence میں یا اس financial crunch کو over کم کرنے کے لئے there was not a massive mobilization of extra revenue. اور جیسے آپ نے جناب چیئرمین! دیکھا ہے کہ اس بجٹ کے اندر بہت سی ایسی سکیمیں سامنے آئی ہیں جن سے اس ملک میں جو poorest of the poor ہے، جو لوگ below the poverty line رہتے ہیں ان کو بے نظیر بھٹو شہید income support scheme کے علاوہ دیگر سکیمیں، کم تنخواہ لینے والے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، پینشن میں اضافہ، ورکرز کے لئے گھروں کی فراہمی کے منصوبے اور دیگر بہت سی ایسی سکیمیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ یہ یقیناً حکومت کے لئے ایک مشکل فیصلہ تھا کیونکہ بہت آسان ہوتا اگر ہم ایک tax free budget دے سکتے، وہ ایک popularist move بھی ہوتی اور ایک دم coalition کی حکومت کی واہ واہ بھی ہو جاتی لیکن اس کے دور رس نتائج ملک کے اوپر اور ملک کے غریب عوام کے اوپر پڑتے۔ گو کہ ابھی اس حکومت کو آئے ہوئے صرف ۸۰ دن ہوئے ہیں، ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں یہ difficult economic decisions لینے پڑیں گے۔ اگر اس سے وقتی طور پر political disadvantage بھی ہوتا، لیکن اگر ہم اس بات میں کامیاب ہوتے ہیں کہ ملک کی معیشت کو صحیح راستے پر گامزن کر سکیں اور جو poorest of the poor ہیں ان کو فوری طور پر کوئی relief دے سکیں تو پھر ہم یہ decision لے لیں اور جناب! اس سے تقریباً کوئی ۴۲ بلین روپے کا revenue generate ہوگا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا،

that it was difficult decision and no Government likes to take difficult and unpopular decisions. But yet we have taken it. I have full respect for the point of view that it has been expressed continuously by the members of the Opposition and indeed from even our own members but this is a decision that had to be taken. I can say this much that the coalition

Government will constantly, throughout the financial year, keep an eye on the revenue generation and should sufficient revenues be generated through other resources and means, the Government will review its decision. Therefore, keeping this in mind and keeping the fact in mind that so far the Senate has spoken with one voice on all recommendations, regardless of the fact whether they have been for the Government or against the Government; that keeping in mind the fact that we are willing to keep a constant review on this and as I said if sufficient resources from elsewhere are generated it could come under review. I think we would be able to reconsider it but for the moment, as I said, I think, earlier I had said that 24 billion will be generated but in fact I am grateful to Mr. Ishaq Dar who has given me the correct figure of 26 billion. Keeping this in mind, I would once again make a request to the Leader of the Opposition and to Prof. Khurshid and the other members that keeping unanimity of the Senate in mind if they would not press this motion. Thank you sir.

(Thumping of desks)

جناب چیئرمین، پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! آپ اور یہ ایوان گواہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ اپنے ضمیر اور سوچ کے مطابق پوری دیانت سے اپنا کردار ادا کیا لیکن دوسری طرف کم از کم اس ایوان میں ہمیشہ سے ہماری کوشش رہی ہے اور بڑی کامیاب کوشش رہی ہے کہ ہم مل جل کر چلیں۔ ہم نے زیادہ سے زیادہ اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور جہاں اختلاف رہا ہے وہاں ہم نے اختلاف کا احترام کیا ہے۔ میاں رضا ربانی صاحب اور آغا صاحب دونوں نے اس

معاملے میں بڑی فراخ دلی، سمجھداری اور حکمت کا مظاہرہ کیا۔ جہاں میں اس مسئلے پر بہت شدت سے اپنی رائے پر قائم ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ Sales Tax اور ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ ایک دانشمندانہ اقدام نہیں ہے، میں حکومت اور اس کے نمائندوں کی رائے کا احترام کرتا ہوں۔ ان کی مشکلات کو سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے اقدام کو بد دیانتی اور عوام پر کھوڑے ڈالنے کی زبان استعمال نہیں کیا کرتا۔ ان کی مجبوریاں میرے سامنے ہیں لیکن دوسری طرف حقیقت ہے کہ عوام جن مشکلات کا شکار ہیں اس میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی سوچ میں تبدیلی لائیں۔ قائد ایوان کا کھلے دل سے یہ بات کہنا کہ وہ سال کے دوران flow of revenue کو دیکھتے ہوئے کوشش کریں گے کہ اس مسئلے پر نظرثانی کی جا سکے۔ میرا خیال ہے کہ ان کا اعلان میرے لئے خوش کن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی مضبوط دلیل ہے کہ سینیٹ ایک آواز سے اپنی بات پیش کرتا رہا ہے اور آج بھی پیش کر رہا ہے اور 76 amendments ہم نے مکمل اتفاق رائے سے پیش کی ہیں تو اس لئے میں نہیں چاہوں گا کہ اس اتفاق رائے میں کوئی کمی ہو۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

اس بنا پر میں پورے ادب کے ساتھ Leader of the Opposition سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے مشورے سے جو بات سوچی ہے اس کو بیان فرمائیں۔

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman! we have the greatest respect and admiration for the Leader of the House, we always had this even when he was Leader of the Opposition. He is a man of his words. He loves the people of Pakistan. He loves this great nation of Pakistan. Sir, here I would just like to help him out. He says that if the Government of the day can find resources, sir, instead of taxing the poor and forcing them against the wall and sending

them into despair and misery, if a few fat cats who are protected by the Government of the rich, by the rich and for the rich, if the stock brokers who have been exempted from the capital gain tax are taxed, you will get twice more than 26 billion that they require just by taxing a few rich. You can help the poor of Pakistan. Thank you very much Mr. Chairman.

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! یہ جو desk بجے ہیں' ٹھیک بجے ہیں۔ جو پہلے بجے تھے وہ غلط تھے کیونکہ اس وقت محترم قائد ایوان حکومت کی غلطی کو تسلیم کر رہے تھے۔ اس وقت ان کو desk نہیں بجانے چاہئیں تھے۔ انہوں نے انگریزی بھی نہیں۔ اصل بات جناب والا! یہ ہے کہ میں اس بات پر Leader of the House کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ایک نئی روش اس ہاؤس میں' خاص طور پر بجٹ کے موقع پر' ڈالی ہے۔ ایسا پہلے کبھی ہوا نہیں۔ بجٹ کے دوران ہر حکومت کا ہمیشہ یہ رویہ رہتا ہے کہ یہ لگ گیا ہے اور اب واپس نہیں ہو سکتا۔ یہ bureaucratic رویہ ہے۔ Bureaucracy یہ پڑھاتی ہے جناب! کہ یہ لکھا گیا ہے' یہ print ہوگیا ہے اب دوسرا print نہیں نکل سکتا۔ Bureaucracy نے ایسا rule کیا ہے اس ملک پر کہ پارلیمنٹ کو بے دست و پا کر کے رکھ دیا ہے۔ اصل میں یہ بجٹ تو تیار ہی پارلیمنٹ نے کرنا ہوتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے لیکن بدقسمتی سے سارا پچھلا رویہ' ہمارا بھی' ان کا بھی یہ رہا ہے کہ یہ impose کیا جاتا ہے bureaucracy کی طرف سے اور ہمیں پڑھا دیا جاتا ہے۔

جناب والا! جو agreed proposals ہیں' میں نے اس میں یہ تجویز دی ہے اور میں نے کمیٹی کے سامنے بھی جا کر یہ کہا ہے کہ جناب والا! جو industry سالانہ چھ لاکھ روپے تک utility bills دیتی ہے' یہ چھوٹی سی industry ہوتی ہے' ان کا پچاس ہزار روپے ٹوٹل بل بنتا ہے' تو اس کو Sales Tax کے لیے register کر لیا جائے گا۔ یہ شرط CBR

نے لگائی ہوئی تھی تو میرے پاس کچھ لوگ آئے، غریب لوگ آئے جو اپنے کپڑے بھی نہیں دھو سکتے بیچارے، وہ sales tax میں registration کیسے کروائیں گے۔ اگر دس ہارس پاور کی موٹر چل رہی ہو اور روزانہ آٹھ گھنٹے کے لیے بجلی consume ہو تو جناب والا! صرف ایک بجلی کا بل ساٹھ ہزار روپے سے اوپر چلا جاتا ہے جبکہ اس کے علاوہ ٹیلی فون بھی ہے، سوئی گیس بھی ہے، پانی کا بل بھی ہے تو وہ جو بیچارہ مزدوری کرتا ہے، اپنا مال بھی نہیں خرید سکتا، وہ کہاں سے registration کرائیں گے۔ لہٰذا میں نے ان سے کہا کہ ان کو sales tax کی registration سے نکالیں اور اس کی ceiling بڑھا دیں اور پندرہ لاکھ کر دیں تاکہ وہ لوگ registration کرائیں جو کم از کم ایک clerk تو رکھ سکیں۔ جس نے بعد میں sales tax کا حساب بھی اپنے پاس رکھنا ہے اور اس طرح آپ اس قابل بھی ہوجائیں گے کہ ان لوگوں کی registration کریں گے جو واقعی آپ کو Sales Tax دیں گے لیکن جواب وہی پرانا، سیدھا سا جواب کہ جناب! اتنا نکل جائے گا اور اتنا یہ ہوجائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ عجیب logic ہے۔ الحمد للہ پارلیمنٹ کی یہ ایک خوبی اور خوبصورتی ہے کہ کمیٹی نے میرے arguments کو سنا اور انہوں نے کہا کہ یہ درست بات ہے، یہ حقیقت ہے، یہ ظلم ہے اور یہ کرپشن کا راستہ کھولنے کے مترادف ہے کہ چھوٹے چھوٹے لوگوں کے پاس ایک کاغذ لے کر لوگ جائیں گے اور وہ ان سے رشوت مانگیں گے اور وہ بیچارے جن کا اپنی روٹی کمانا مشکل ہے وہ black mailing کا شکار ہوں گے اور ان کو رشوت دیں گے۔ بہرحال وہ recommend ہوئی ہے اور انشاء اللہ مجھے امید ہے، مشکل تو ابھی بھی بہت ہوگی، یہ جو recommendations گئی ہیں ان میں bureaucracy کا رویہ یہی ہوگا کہ ممکن نہیں ہے اور یہ اتنا نکل جائے گا حالانکہ جناب والا! سیدھی سی بات تھی، ڈار صاحب نے، مجھے علم ہے، منوا لیا تھا Stock Exchange والوں کو اور یہ Gain Tax ان پر لگ رہا تھا پتا نہیں کیا قیامت آئی، میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ایک chartered طیارہ آیا تھا اور وہ سارا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اب آپ کیا admit کر رہے ہیں۔ قائد ایوان صاحب، جو ایک political worker ہیں، ان سے argument بن نہیں رہے تھے، خدا کی قسم نہیں بن رہے تھے، میں یہ دل سے کہہ رہا ہوں۔ وہ argument بنانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ان سے argument بن نہیں رہے تھے۔ غریب سے لے کر غریب کو دینا کہاں کی

عقلمندی ہے۔ آپ مجھے بتائیں۔ آپ sales tax لگا رہے ہیں جو کہ غریب نے دینا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے غریب کے لیے اس بجٹ میں سکیمیں رکھی ہیں۔ غریب سے چھین کر غریب کو دینا' یہ کون سا بجٹ ہے؟

آپ اگر Stock Exchange پر یہ Gain Tax لگا دیتے' یہ انڈیا میں 10% ہے' ابھی بلور صاحب نے مجھے بتایا ہے' اگر یہ Gain Tax لگتا تو Stock Exchange میں سے بھی لوٹ مار ختم ہوجاتی۔ جناب! آپ میری اس بات پر بیٹھ کر میرے ساتھ argument کر لیں۔ اگر یہ Gain Tax لگتا تو جتنے جواری ہیں Stock Exchange میں ان کا سلسلہ ختم ہوجاتا۔ ڈار صاحب سے آپ پوچھ لیں' یہ بالکل درست بات ہے کہ اگر Gain Tax لگتا تو اس سے Stock Exchange market بھی مستحکم رہتی اور جوارےیے جو روزانہ اس کو نیچے اوپر کرتے ہیں یہ کبھی نہ ہوتا۔ ابھی بھی یہ سوچ لیں' ہم ان کو welcome کہتے ہیں' انہوں نے یہ commitment کر لی ہے اور یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں اور بزرگ رہنما ہیں' ہم ان کی respect کرتے ہیں اور انہوں نے بھی ہمیں یہ کہا ہے کہ ہم voting پر نہ جائیں' اس پر اتفاق رائے پیدا کریں اور ان کی طرف سے commitment بھی آئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو یہ اچھے انداز میں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج ایک افسوس ناک واقعہ ہوا ہے اور میں یہ بات بڑے دکھ سے کر رہا ہوں کہ آج پھر ایک ماجد اللہ نے' ایک لاہوریے نے خودکشی کر لی ہے۔ آج پھر ایک خودکشی ہوئی ہے لاہور میں۔ لہٰذا اس کو review کریں اور امیر سے لے کر غریب کو دیں۔ غریب سے لے کر غریب کو نہ دیں اور خدارا یہ غلطی نہ کریں' غریب کے پاس ہے کیا۔ اس کے کپڑے نہ اتاریں خدا کے لیے۔ امیر سے لیں۔ یہ تو بڑا اچھا ہوتا کہ ان پر بھی ظلم ختم ہوجاتا' Stock Exchange میں investors پر بھی ظلم ختم ہوتا اور پھر وہاں پر tax لاگو ہوتا' مارکیٹ بھی استحکام پذیر ہوتی' پھر وہاں سے لے کر غریب کو deliver کرتے' اس سے مہنگائی بھی کم ہوتی' غریب کو بھی کچھ ملتا اور اس کا فائدہ ہوتا۔

میں آخر میں عرض کروں گا کہ یہ جو ساری بات سامنے آئی ہے اس میں ہم ایک مرتبہ پھر ایسے ہی سوچتے ہیں' جیسے ہم نے commit کیا تھا شروع میں' ہماری قیادت نے commit

تھا کہ ہم نے ہمیشہ کوشش کرنی ہے' ہم نے ہر وقت walk out, ہر وقت desk بجانے والی سیاست نہیں کرنی' ان کو وہ عادت پڑی ہوئی ہے تو اب وہ غلط desk بجانے لگے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جناب! ہم آگے بڑھ کر ان کا ساتھ دیتے ہیں اور یہ جو انہوں نے commitment کی ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ یہ اس پر پورا اتریں۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین! میں اپوزیشن کا نہایت شکرگزار ہوں اور بالخصوص قائد حزب اختلاف' پروفیسر خورشید صاحب کا اور تمام اپوزیشن سینیٹرز کا-----

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب' بھنڈر صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : میں ان سب دوستوں کا نہایت شکرگزار ہوں کہ جو accommodation انہوں نے دکھائی اور جس خوش اسلوبی کے ساتھ سینیٹ نے اپنے آئینی فرائض پورے کیے۔ میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنے تمام ممبران کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس پیریڈ کے اندر مکمل تعاون کیا۔ میں آپ کے توسط سے بالخصوص سینیٹ سیکرٹریٹ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس محنت کے ساتھ پورے سیشن میں کام کیا۔ آغا صاحب نے commitment کی بات کی ہے and I do not want to be misquoted or misunderstood میں نے جو بات کی ہے وہ بڑی clear اور واضح ہے کہ جو budgeted revenue ہے وہ ہمارے constant review میں پورے سال کے دوران رہے گا۔ اگر اس سال کے دوران میں اس budgeted revenue کو ہم نے پاس کیا تو اس وقت we will be in a position to revisit یا اس میں نظر ثانی کرنے کی اس وقت پوزیشن میں ہوں گے۔ I wanted to be very clear تاکہ کل کو کوئی مسئلہ نہ ہو۔

Mr. Chairman: I think they are not logical if making progress you would.......

سینیٹر کامل علی آغا : جناب چیئرمین! بات تو نیت کی ہے۔ بعد کی بات نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب نے بھی یہی کہا تھا۔ اگر ان کی نیت ہے کہ انہوں نے غریب کو فائدہ دینا ہے تو انشاء اللہ میری دعا ہے کہ یہ کامیاب ہو جائیں گے۔ یہی ان کی commitment ہے اور اسی

کی میں بات کر رہا ہوں اور ساتھ دعا بھی کر رہا ہوں کہ اگر ان کی نیت غریب کو سہولت دینے کی ہے تو انشاء اللہ یہ کامیاب ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب اس معاملے میں سیدھے ہیں اور ان کا track record بھی ہمارے سامنے ہے۔ جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ نے دیکھا کہ یہاں پر جو recommendations آئی ہیں، جتنی بھی recommendations general or law پر آئی ہیں ہم نے یہ سات دن کے اندر بڑے constraint کے ساتھ، بڑی محنت کے ساتھ تیار کی ہیں۔ میں لاءمنسٹر صاحب اور پارلیمانی افیئرز کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم ہمیں response دیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہماری ساری باتیں مانیں لیکن کم از کم اس کو نیشنل اسمبلی میں ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے میں dispose of نہ کریں۔ ان recommendations کے لیے پورا ایک دن دیں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ ہماری کونسی بات غلط ہے۔ آپ بیان کریں، نیشنل اسمبلی ہمیں بتائے کہ آپ کی باتیں غلط ہیں، یہ ہم نہیں مان سکتے۔ جناب والا! اس سے ہماری بھی satisfaction ہوگی۔ ورنہ ہم نے یہ recommendations بڑی محنت سے تیار کی ہیں، اتنی تنگ و دو کے ساتھ تیار کی ہیں، اتنے consensus کے ساتھ تیار کی ہیں، اگر آپ ساری کی ساری کو دو گھنٹے کے اندر dispose of کر دیں گے تو ہمیں گلہ ہوگا، ہمیں شکایت ہوگی، ہم محسوس کریں گے کہ ہماری محنت کو بالکل جانچا نہیں گیا، نہ ہی بھانپا گیا۔ جناب والا! کم از کم اگر اس کی justification آئے گی، اس پر اگر تقریریں آئیں گی، وہاں وزیر خزانہ صاحب بتائیں گے کہ ان recommendations کو ہم اس بنا پر reject کرتے ہیں، یا اس کو اس بنا پر accept کرتے ہیں تو جناب والا! ہم مطمئن ہوں گے اور ہم سمجھیں گے کہ ہم نے جو محنت کی وہ بارآور ہوئی لیکن اگر آپ اس کو کما حقہ پورا وقت نہیں دیں گے تو ہم سمجھیں گے کہ recommendations کا مانگنا صرف کاغذی کارروائی ہے، اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ میں وزیر پارلیمانی امور سے مودبانہ اپیل کرتا ہوں کہ ان پر پوری توجہ دیں اور ان کے لیے پورا ایک دن مختص فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی، خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین! میں سینیٹ کی طرف سے یہ کہتا ہوں کہ اسمبلی کو اس پر کھل کر بحث کرنی چاہیے، دلیل دینی چاہیے۔ اگر ہماری کوئی بات صحیح نہیں ہے تو ہم دلائل سننے کے لیے تیار ہیں۔ اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن آنکھیں بند کر کے قتل عام کرنا یہ صحیح نہیں ہے۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج اس وقت ہمارے دونوں سینیٹر، میرے بھائی فاروق نائیک صاحب اور رحمت اللہ کاکڑ صاحب، آپ دونوں حضرات سینیٹ کے نمائندے کے طور پر جس وقت یہ سفارشات اسمبلی میں آئیں تو انہیں defend کریں گے، انہیں promote کریں گے اور اگر مخالف دلائل ہیں تو وہ اسے ہمارے پاس لائیں گے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے نمائندے کی حیثیت سے اسے وہاں پر pilot کریں اور دیکھیں کہ اسمبلی اور سینیٹ ایک دوسرے کے قریب آئیں اور جو محنت اور contribution سینیٹ نے کی ہے قوم اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔

جناب چیئرمین، جی نائیک صاحب۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک ۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! فنانس کمیٹی نے محنت کر کے جو recommendations دی ہیں خاص طور پر on the legal bills میں پورے ہاؤس کو assure کراتا ہوں خاص طور پر بھنڈر صاحب کو because I know he is a very hard working person اور ان کی recommendations ہمیشہ بہت اچھی ہوتی ہیں اور میں پوری کوشش کروں گا کہ جو بھی recommendations ہیں ان کو اگر وہ reject کرتے ہیں they have got to give cogent reasons for it. اور جب تک cogent reasons نہ آئیں تو میں نہیں سمجھتا کہ کی اتنی محنت سے جو recommendations دی گئی ہیں جو کہ consensus کے ساتھ ہیں، لیڈر آف دی ہاؤس بھی بیٹھے ہیں، ڈار صاحب بھی بیٹھے ہیں، احمد لی صاحب اور باقی لوگ بھی بیٹھیں ہیں تو

they should be considered very seriously and given due consideration before they are rejected or accepted by the Finance Minister and the

other members of the Committee. This is my assurance to the House. Thank you.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - شکریہ جناب چیئرمین! میں تو قومی اسمبلی کا بھی دو مرتبہ ممبر رہا ہوں۔ سینیٹ میں جو ماحول آج میں دیکھ رہا ہوں اس سے بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ میں اپوزیشن کے دوستوں کا شکرگزار ہوں اور خاص طور پر قائد حزب اختلاف کا' پروفیسر خورشید صاحب کا' بھنڈر صاحب کا' جناب رانجھا صاحب کا اور دوسرے اراکین کا بھی کہ جس مثبت رویے کا انہوں نے اظہار کیا ہے' جس خوبصورت انداز سے اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ قابل داد ہے۔ اس ماحول کا credit ان کو جاتا ہے کہ جس خوبصورتی سے اس ماحول کو وہ سنبھال رہے ہیں اور ہم ساتھ دے رہے ہیں۔ میں اپنا فرض سمجھتا تھا کہ ان کا شکریہ ادا کروں اور اس اقدام پر ان کی تعریف بھی کروں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی : جناب والا! میں سالوں سے انتظار کر رہا تھا کہ یہ ختم ہو تو پھر میں بولوں۔ پھر میں بولوں گا تو یہ کہیں گے کہ بولتا ہے۔ بات تو ایک ہی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی attention دلانا چاہتا ہوں کہ جب سینیٹ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا تو اس میں سینیٹر رخسانہ زبیری نے بڑی important contribution oil sector میں کی تھی - میں چاہتا ہوں کہ ان کو اجازت دی جائے کہ وہ اس پر بولیں کیونکہ اس میں نیشنل interest کی بات ہے۔ اس میں بہت زیادہ saving کی بات ہے۔ ان کو ذرا سنا جائے تاکہ ہاؤس کو اندازہ ہو کہ انہوں نے کتنی محنت کی ہے۔ میں یہاں سے بھی کہوں گا کہ رخسانہ زبیری صاحبہ کی یہ سکیم کامیاب ہو جاتی ہے تو سینیٹ کو انہیں ایک میڈل دینا چاہیے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Rukhsana Zuberi Sahiba's contribution is very much appreciated. Would you like to say something?

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، شکریہ جناب چیئرمین۔ اس issue پر سینیٹ میں اور Treasury میں بھی اس وقت' جب ہم وہاں بیٹھے تھے' Senators across the aisle

Benches بھی اور اس side پر بیٹھے ہوئے ہم بھی سب لوگ مل کر کام کر رہے تھے اور ہماری recommendations unanimous submit ہوئی تھیں جو ہاؤس نے adopt کی تھیں، کمیٹی نے accept کی تھیں۔ اس میں بہت زیادہ anomalies جو oil pricing میں تھیں وہ identify کی گئی تھیں لیکن unfortunately جناب شوکت عزیز صاحب کی حکومت نے اس کو accept نہیں کیا تھا۔ اس وقت چونکہ finance کی بات ہو رہی تھی اس میں ہم نے move کیا تھا کہ دس فیصد جو ڈیزل پر ڈیوٹی لگائی گئی ہے جو کہ پچاس فیصد سے زیادہ پاکستان میں process ہوتا ہے تو جو local ہے، ڈیوٹی حکومت کو نہیں آتی اس ڈیوٹی کو ختم کر دیا جائے۔ اسحاق ڈار صاحب سے میری بات ہوئی تھی کہ جب وہ تیاری کر رہے تھے to take over as Finance Minister تو میں نے ان سے کہا تھا کہ اگرآپ یہ کم کر دیتے ہیں تو آپ کو petroleum differential claim جو سبسڈی گورنمنٹ دے رہی ہے refineries کو اور جس کے لیے بجٹ میں175 بلین روپے رکھے گئے ہیں، اس میں آپ کو کم سے کم ۵۰ بلین کافائدہ ہوگا ،فرق پڑے گا ، بچے گا۔ مجھے یہ کہنے کی خوشی ہے کہ ابھی منسٹری آف پٹرولیم نے فنانس کمیٹی کی meeting میں ہمیں جو details دی ہیں ،اس میں question یہ تھاکہ اگر custom duty withdraw ہوتی ہے تو جو product import ہوتی ہے اس پر تقریباً ۴۰ ارب روپے گورنمنٹ کو ملتے ہیں۔سیلز ٹیکس ملا کر وہ ۵۰ ارب روپے بن جائیں گے تو یہ کہاں سے پورے ہوں گے budget shortfall کیسے پورا ہوگا تو منسٹری آف پٹرولیم کے officials نے ہمیں یہ بتایا کہ جب 17.10 روپے فی لیٹر ہم تقریباً دس ارب لیٹر ڈیزل استعمال کرتے ہیں، جو کہ agriculture and industry دونوں کی backbone ہے ، اگر ہم یہ ختم کر دیں تو اس ۵۰ بلین کے عوض سو ارب روپیہ سبسڈی میں کم دینے پڑیں گے۔So, I think that it is really great because پھر ڈار صاحب کا جو commitment پورا ہونا چاہیے کیونکہ ۵۰ بلین کا definitely differential آتا ہے۔ان کی 1999ء میں جو حکومت آئی تھی ،آتے ہی اس نے ایک کے بعد ایک step لیا ہے اور میں صرف oil sector کی بات کر رہی ہوں کیونکہ اس پر ہم نے study کی اور کافی دوسرے ساتھی جانتے ہوں گے کہ روزانہ ایک سمری آتی تھی ۔ایک دن آتی تھی دوسرے دن approve ہو جاتی تھی اور ملک کا قانون بن جاتا تھاتو اس ملک

کے لوگوں کو انہوں نے چکی میں پیسنا شروع کیا تو اس میں اتنی بڑی quantity involved ہے تقریباً 30 ارب لیٹر ہم استعمال کرتے ہیں تو ایک روپے کا فرق پڑ جاتا ہے تو اس طرح ۳۰ ارب روپے کا فرق پڑ جاتا ہے اور آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ پوری پوری refinery کی قیمت کے paid up capital سے ایک سال کا نفع زیادہ تھا

This is I would call as a plunder and I am really grateful to my colleagues who were the members of the committee and also who were not members of the committee but who had really given their useful input Prof. Sahib, Azam Swati, Ilyas Bilour Sahib and Shahid Bughti Sahib and also I would like to say that this was such an issue that the Chief Justice Sahib نے اپنی petition میں کہا کہ one of the reasons of my removal پانچویں نمبر پر oil pricing case تھا' یہ انہوں نے reason دیا۔

جناب والا! یہاں پر میں ایک اور چیز add کرنا چاہتی ہوں کہ oil and energy are major issues today. جیسے یہاں پر بات ہوئی کہ ایک ملک دوسرے ملکوں کے resources کو acquire کر رہا ہے تو Pakistan State Oil کی privatisation کے لئے جو petition move ہوئی تو اس میں کہا گیا کہ 5 July, 1977 کو Steel Brothers Attock Refinery کے جو owners تھے they were going to present Attock Refinery to Government of Pakistan as a grant. اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ PSO جب بنا اس لئے بنا اور اس لئے nationalization ہوئی کہ شہید بھٹو صاحب نے 71ء کی جنگ میں oil companies کا role دیکھا تھا کہ strategic requirements کے لئے ایک بوند بھی تیل available نہیں تھا تو انہوں نے کہا کہ ہم State Oil Company بنا کر fight کریں گے اور public sector سے ہم compete کریں گے لیکن ہوا کیا' پبلک سیکٹر کے بارے میں اس ہاؤس میں کئی دفعہ بات ہو چکی ہے' اور Public Sector Company کا کام ہوتا ہے competition دینا ' جس طرح میں U phone کا بار بار ذکر کرتی ہوں کہ U phone نے کیا قیمتیں کمائی ہیں۔ Public Sector Company کا یہ کام

ہوتا ہے لیکن unfortunately ہمارے ملک میں hand picked directors who have nothing to do with it انہوں نے مل کر ایک cartel بنایا to the extent, sir, کہ point second تک دس روپے، دو پیسے اگر ایک پٹرول پمپ سے desire کئے جاتے تھے تو دوسرے پر دس روپے پچاس پیسے سے ملتا ہے حالانکہ PSO والے ان چیزوں کو جانتے ہیں۔ وہ compete کر سکتے تھے اور وہ prices کو down کر سکتے تھے۔ اس وقت ملک میں جو غربت ہے وہ نہ ہوتی۔ Thank you, sir.

جناب چیئرمین: رضا صاحب میرا خیال ہے-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پھر وہ معاملہ بہت زیادہ ہو جائے گا کیونکہ ابھی ہم نے prorogue کرنا ہے۔ احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: جناب چیئرمین! جہاں تک میرا خیال ہے رخسانہ زبیری صاحبہ کو ذرا اچھی طرح سے presentation کرنی تھی، سوال یہ نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم deemed duty کی بات کریں، جس کو انہوں نے touch ہی نہیں کیا۔ deemed duty کا مسئلہ یہ ہے کہ oil refineries کے لئے 2002ء میں یہ قانون لایا گیا تھا کہ ان کو 10% دے کر support کیا جائے گا کیونکہ international market and local market کے لیے ایک قانون تھا، ٹھیک قانون تھا مگر اس وقت oil price 25 dollars پر تھی۔ آج price 140 dollars پر ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں گورنمنٹ سے کہ 25 dollars and 150 dollars آپ اب بھی ان کو 10% دیے چلے جا رہے ہیں۔ یہ کیسی زبردستی ہے۔ کیا اس کی justification ہے۔ کیا آپ سو رہے ہیں یا act کرنے میں دیر ہو رہی ہے۔ آپ کو تو immediately act کرنا چاہیے کیونکہ ہم سے اگر contract ہوا ہے تو 25 ڈالر سے ہوا ہے۔ یہ open-handed contract کیا چیز ہوتی ہے۔ These are the points جس پر attention لینے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ اس contract کو رکھتے ہیں تو 7 rupees per litre کا آپ کو ابھی فرق پڑتا ہے۔ حکومت کو اس طرف attention دینی چاہیے۔ Thank you, sir.

Mr.Chairman: I think,they are reviewing this.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جناب! اس میں جو بنیادی چیز احمد علی صاحب نے کہی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ nationalized industry نہیں ہے یہ private players ہیں جو compete کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ ان کو deemed duty کے طور پر extra profit اپنی طرف سے دیتے ہیں۔ یہ بہت ظلم ہے، یہ دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہو رہا۔ پھر یہ کہ transport کا جو ایک بہت بڑا cartel ہے، آپ کو معلوم ہے۔ 30 سال سے میں اس business کے اندر ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ کراچی اور گلگت کی price ایک ہے سبزی کی، ٹماٹر کی اور جو produce ہے، wheat کی، کسی چیز کی وہ uniform نہیں ہے۔ اس کے اندر dumping کا جو factor ہے، بڑی دولت اس سے کمائی جاتی ہے۔ یہ ------

جناب چیئرمین، مختصر بات کریں۔ رضا صاحب نے بھی سنا ہے، ڈار صاحب بھی سن رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ Ministries کو بھی ہماری کمیٹی کے through message گیا ہے۔

Probably they are reviewing this.

سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی، یہ بڑا ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح Leader of the Opposition نے کہا کہ غریبوں کو loot کر امیروں کو rich نہیں کرنا۔ اس Cartel کو ختم کرنے کے لئے rich کی pocket سے لے کر غریبوں کو آباد کرنا ہے جی۔

Mr.Chairman: Dar Sahib,do you want to say something on this.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ بہت serious issue ہے اور جیسے رخسانہ زبیری صاحبہ نے کہا کہ جونہی نئی حکومت آئی اور میں نے ان سے discuss کیا، اس process کو initiate کیا۔ اس کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں ایک نہیں بہت زیادہ complexities ہیں۔ مختلف periods میں مختلف فیصلے ہوئے ہیں اور اس میں جو Oil marketing companies (OMCs) ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں۔ میں نے ان کو quote کیا کہ بھئی یہ جب 17 or 20 or 40 dollars تھی اس وقت بھی ان کو اگر

ساڑھے تین فیصد منافع دینا ہے ایک بل کا تو جب 140 dollars ہے تو There how can ?
should have been a cap. تو میرا خیال ہے کہ اس وقت-----

Mr. Chairman: Under regular review.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جی in a regular review. وہ جو architect of those
documents تھے 2002 ہو، یا بعد میں ہو، جب بھی ہو۔ انہوں نے ان چیزوں کو نظر انداز
کیا۔ اس کے review کی ضرورت ہے۔ ان تمام stake holders کے ساتھ اس پہ dialogue
کی ضرورت ہے اور اس کو re-open کر کے اس کے revision کی ضرورت ہے۔ جناب والا!
اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ process شروع کروایا تھا رخسانہ زبیری صاحبہ کو پتا ہے اور
House کو بھی پتا ہونا چاہیے۔ بیچ میں پھر obviously میرا resign ہو گیا اور اس کے
بعد پھر budget آنا تھا تو میری اطلاع کے مطابق مختلف جو Ministries ہیں۔ ان میں
Ministry of Petroleum, Finance and FBR ان کی زیادہ input کی requirement
ہے اور وہ ابھی draft, papers جو ایک دوسرے کو circulate ہو چکے ہیں ان کو وہ study
کر رہے ہیں۔ اس پر وہ comments بھی دیں گے اور اس کے بعد یہ معاملہ ECC میں جائے
گا۔ یہ بڑی useful discussion ہے۔ Figures شاید کچھ مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ ہمیں
mind میں رکھنا چاہئے کہ اگر deemed duty کا concept ہے اس تفصیل میں، میں نہیں جاتا
تو یہ local جو imported ہے اس پر ویسے ہی duty لگے گی اور وہ حکومت کے revenue
میں آئے گی۔ اگر وہ اب duty drop کرتے ہیں، جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ یہ ایک
complex issue ہے تو پھر آپ کا revenue جیسے ہم ایک ایک چیز پر دیکھتے ہیں کہ اگر اس
چیز کو ہم کم کریں تو کیا نقصان ہو گا۔ اگر اس کو زیادہ کریں تو اس کا کیا impact ہو گا تو یہ
exercise hopefully اگلے دو چار ہفتے میں اس کو final ہو نا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ
جو پرانے معاہدے ہیں ان کے review or revision کی definitely ضرورت ہے کیونکہ
they are killing with it. تو price میں definitely relief اس محنت کی وجہ سے آئے
گی اور سب کے points جو ہیں وہ record پر آگئے ہیں تو میں facts share کر رہا ہوں۔

It is under process and it will hopefully be reviewed very soon by the ECC according to my information.

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ میں پری آپا کا بھی آپ کے برابر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں کچھ دنوں سے point of order پر بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن قواعد و ضوابط کی وجہ سے لب سلے رہے۔ آج آپ کی مہربانی اور پری آپا کی وجہ سے مجھے موقع ملا۔ کچھ دن پہلے یہاں ایک long march ہوا تھا۔ پہلے دھرنے کا پروگرام تھا۔

جناب چیئرمین: جو بھی بات ہے، اسے ذرا مختصر رکھیے۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب والا! پہلے long march ہوا۔ ارادہ دھرنے کا تھا۔

(مداخلت)

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب والا! میں ضرور بولوں گا۔ پتا نہیں آج کل چوہدری صاحب کو کیا مسئلہ ہے۔

Mr.Chairman: Honourable colleague has the floor.

آپ پہلے انہیں سن لیں۔ آپ مختصر رکھیں تا کہ زیادہ سے زیادہ اراکین بات کر سکیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب والا! میں مختصر ہی بات کروں گا۔ جناب والا! long march کے پیچھے ان کا ارادہ تھا کہ وہ عدلیہ کو آزاد کروائیں گے، عدلیہ بحال کروائیں گے اور قانون کا احترام کریں گے۔ جناب والا! ایک طرف یہ long march کرتے ہیں اور وہ سیاسی جماعت جو long march میں ایک اہم کردار ادا کر رہی تھی، وہ دوسری طرف ڈیرہ غازی خان میں ضلع ناظم کے دفتر جیرآپنجاب پولیس کو بھیج دیتی ہے۔ ضلع ناظم صاحب کے پاس court کا stay order تھا۔ Court کے اس stay order کو پاش پاش کیا جاتا ہے۔ ضلع ناظم کو باہر نکالا جاتا ہے۔ کیا یہ قانون کا احترام ہے؟

(آوازیں۔ شیم۔ شیم)

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری : پھر 54 ملازمین کو صوبے سے باہر لے جایا جاتا ہے اور مقیم خان کھوسہ صاحب' جنہیں آپ جانتے ہیں جو جیکب آباد کے ہیں' یہ آج بھی ان کے ڈیرے پر نظر بند ہیں۔

(آوازیں شیم ' شیم)

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری : میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس قسم کا قانون جسے ایک طرف وہ اپنے مقاصد کی خاطر استعمال کر رہے ہیں' دوسری طرف اس کی اتنی بے حرمتی ہورہی ہے' اسکا مہربانی کرکے سختی سے نوٹس لیا جائے۔ جناب والا! ہمارے پاکستان کی پاک دھرتی میں اس قسم کی منافقانہ سیاست کی روش کب تک چلتی رہے گی؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین، سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

You have the point. O.K. Zafar Iqbal Sahib.

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری : جناب والا! سب سے پہلے تو میں پورے ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ماشاء اللہ بہت اچھے خوبصورت انداز میں ہاؤس چلایا ہے۔ آج ہاؤس prorogue ہو رہاہے۔ پہلے جب بجٹ اجلاس ہوتا تھا تو اس وقت اپوزیشن کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ ہر معاملے پر walk out کیا جائے' یہ کیا جائے اور وہ کیا جائے لیکن اس مرتبہ جس خوبصورت انداز میں جناب کامل علی آغا صاحب اور رضا ربانی صاحب نے ہاؤس کو چلایا ہے اور اس میں کچھ contribution آغا شاہد صاحب کا بھی ہے' میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس اجلاس میں میرے Higher Education Commission کے حوالے سے کچھ questions تھے اور میں نے کہا تھا کہ ان کا جواب نہیں آیا ہے۔ اس لیے مجھے ان کے جواب چاہئیں تو اگلے اجلاس کے لیے انہیں رکھ لیں یا کمیٹی کے سپرد کردیں۔

جناب چیئرمین : میں عرض کر دوں کہ ابھی Leader of the House اور Leader of the Opposition میں agree ہوا ہے کہ وہ questions جن کا جواب نہیں آیا ہے اور وہ motions اور resolutions جو table نہیں ہوسکیں' وہ سب next session کے لیے carry forward ہوں گے۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Ahmad Ali, would you like to say something before we conclude?

Senator Ahmad Ali: Mr. Chairman, I am grateful and thankful to you for the cooperation you extended and the help you have extended. The whole Senate and all the members of the standing committee are specially obliged and thankful to you. I am also thankful to the Leader of the House and the Finance Minister. Today, yesterday and day before yesterday, we are getting these kind of letters, they are serving some good food from Hotel Marriott. This is an achievement and sir, I thank you very much.

جناب چیئرمین: پری گل صاحب۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ میں آپ کو بھی مبارک باد دینا چاہتی ہوں۔ سینیٹ کے سیکرٹری صاحب، دوسرے ڈپٹی سیکرٹریوں اور سینیٹ کے باقی عملے کو مبارک باد دینا چاہتی ہوں کہ آپ لوگوں نے اتنے اچھے طریقے سے بجٹ سیشن میں تعاون کیا کہ سارا کام خوش اسلوبی سے طے ہوا ہے۔ آپ نے دن رات ایک کرکے کام کیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: ہم نے کام کیا ہے لیکن انہوں نے بھی کیا ہے اور ان کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں۔ دراصل میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میرا خیال ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ بجٹ پیش ہوا ہے اور اپوزیشن کے تمام ممبران جو کہ شریف اور خاندانی ہیں، میں ان کی جتنی بھی تعریف کروں، کم ہے، انہوں نے ذرا بھی شور نہیں کیا۔ آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ ایک سال پہلے یہاں کیا حالت تھی۔ اتنی بری حالت تھی کہ انہوں نے بجٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیے مگر ہم نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس

وقت رضا ربانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں' ان کی میں جتنی بھی تعریف کروں' کم ہے۔ انہوں نے اپوزیشن کا ویسے ہی خیال رکھا ہے۔ یہ پہلے ہی ہمارے ساتھ دوستوں کی طرح چلتے رہے ہیں اور یہ ایک اچھے انسان ہیں ۔ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے اپوزیشن کا خیال کیا' اس پر میں انہیں مبارک باد دیتی ہوں ۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں آغا صاحب کو بھی مبارک باد دیتی ہوں کہ انہوں نے اپوزیشن جیسا رویہ اختیارنہیں کیا ورنہ یہاں پر روز ہنگامے ہوتے اور لڑائیاں ہوتیں۔ لڑائیاں اچھی بات نہیں ہے اور ہمیں لڑنا بھی کیوں ہے۔ ہم ایک اچھے دوست کی طرح سینیٹ میں رہیں تاکہ عوام کی صحیح نمائندگی کر سکیں۔ عوام کی جو بہت پریشانیاں ہیں' انہیں دور کریں بجائے اس کے کہ ہم خود لڑیں۔

جناب چیئرمین صاحب! آج تو ہم ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں مگر مجھے خطرہ ہے کہ ایک ہفتے کے بعد بیوروکریسی ان سے مبارک بادیں واپس لے لے گی۔ آپ یہ دیکھ لینا۔

جناب چیئرمین: یہ تجربہ کار ہیں'۔ انشاء اللہ ایسے نہیں ہو گا۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب والا! آپ دیکھ لینا کہ جتنی بھی تجاویز ہیں' سفارشات ہیں' میں آج اس floor پر کہہ رہی ہوں کہ وہ قومی اسمبلی سے واپس آ جائیں گی۔ یہ میں آپ کو بتا رہی ہوں کیونکہ کبھی بھی bureaucrats ان سفارشات کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔ جتنی ان بے چاروں نےمحنت کی ہے' ان میں پروفیسرخورشید صاحب' احمد علی صاحب اور انور بھنڈر صاحب شامل ہیں۔ یہ رات دو' دو اور تین تین بجے تک points لکھتے رہے ہیں۔ ان میں مشہدی صاحب بھی شامل ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں قومی اسمبلی سے یہ درخواست کروں گی کہ خدا را! وہ اس بات کو دیکھیں کہ جتنی انہوں نے محنت کی ہے' یہ پورے ملک کے لیے کی ہے۔ ان سفارشات کو reject کرکے واپس سینیٹ میں نہ بھیجیں۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: یہ ٹھیک ہے کہ سینیٹ کی تجاویز کو انہوں نے پچھلی دفعہ

بھی reject کیا تھا اور میری ان سے اس بات پر لڑائی ہو گئی تھی۔ میں اسی floor پر ان سے لڑی تھی اور کہا تھا کہ انہوں نے پورے سینیٹ کی بےعزتی کی ہے حالانکہ اس وقت میں Treasury Benches پر بیٹھی ہوئی تھی لیکن میری پھر بھی ان سے بہت لڑائی ہوئی۔ میں نے کہا تھا کہ ہم نے یہ سفارشات عوام کے حق میں کی ہیں اور آپ نے انہیں reject کر دیا ہے۔ اس لیے اب میں آپ سے پر زور اپیل کرتی ہوں کہ اس دفعہ ایسا نہ کیا جائے اور نہ ہم اس دفعہ انہیں موقع دیں گے۔ اگر اس دفعہ ہماری تجاویز کو قومی اسمبلی نے reject کیا تو پھر ہم سینیٹروں کا بھی long march شروع ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین صاحب! میں یہ آپ کو بتا رہی ہوں۔

آخر میں، میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ Information محکمے نے کیا تماشا لگایا ہوا ہے۔ PTV اور Information محکمے نے کیا تماشا لگایا ہوا ہے۔ یہ جمہوریت کا نعرہ لگاتے ہیں۔ "جمہوریت"، "جمہوریت" کہتے رہتے ہیں۔ خاک جمہوریت ہے؟ سینیٹ میں جتنی بھی تقریریں ہوئیں ہیں، ہمارے سینیٹ سے کسی منسٹر کو نہیں دکھایا۔ میرے جتنے بھی بھائیوں نے اپنے علاقوں کے لیے تجاویز دی ہیں، رونا دھونا، پیٹنا، ہم نے کیا، سینیٹ کے ایک بندے کو انہوں نے نہیں دکھایا۔ انہوں نے پوری قومی اسمبلی کو پورے پچیس منٹ، ایک ایک بندے کو دکھایا اور ایک ایک بندے کو close دکھایا، چاہے وہ گالیاں دے رہے تھے، چاہے وہ اچھا بول رہے تھے یا برا بول رہے تھے، جو بھی بول رہے تھے۔ جناب انہوں نے اتنی coverage دی۔ یہاں کیا ہے۔ اگر شیری رحمان صاحبہ قومی اسمبلی کی ممبر ہیں یا وہاں کی منسٹر ہیں، لیکن سینیٹ بھی تو ایک باعزت ادارہ ہے، ایوان بالا ہے جناب، اس کے ساتھ اس طرح کا سوتیلاپن کرنا۔ اس دن آغا صاحب کی انہوں نے پوری تقریر کاٹ دی جناب۔ یہ کوئی طریقہ ہے؟ آغا صاحب کی پوری تقریر، خورشید صاحب نے اتنا زبردست نکتہ اٹھایا، نور بھنڈر کے جتنے زبردست point تھے، رضا ربانی کو بھی انہوں نے تھوڑی سی coverage دی اور نوید قمر کو تھوڑی سی coverage دی حالانکہ law Minister کو انہوں نے زیادہ coverage دی۔

جناب چیئرمین، وہ سینیٹر ہیں۔ پھر آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

سینیٹر آغا پری گل، سینیٹر ہیں، مگر اس وقت وہ منسٹر بھی ہیں - یہ بھی سوچیں اور منسٹر بھی Law Minister -

جناب چیئرمین، کوئی اس پر اعتراض ہے؟

سینیٹر آغا پری گل، نہیں، جناب چیئرمین صاحب آپ اس کو serious لیں -

جناب چیئرمین، بالکل اس کو seriously لیا ہے - رضا صاحب نے یہ معاملہ take up کیا ہے - ہم نے بھی لکھا ہے -انشاء اللہ آپ اس میں تبدیلی دیکھیں گی-

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین صاحب! آپ اس کو serious لیں - دراصل آپ ایک اچھے انسان ہیں، آپ ایک شریف انسان ہیں- میں تو سوچتی ہوں کہ آج کل کے زمانے میں ڈنڈا چلتا ہے- جو ان کو ڈنڈے دیتا ہے، ان کو پوری coverage دیتے ہیں - دوسری بات - آپ دیکھیں کہ ہمارے لیڈر ہیں، اپوزیشن لیڈر ہیں، آپ بے شک انکوائری کریں، صرف sorry کرنے سے فائدہ نہیں ہو گا، ایک دن sorry کیا، دوسرے دن انہوں نے پھر پورے سینیٹ کو ڈبو دیا - دوسرے دن سینیٹ کے ایک بندے کو نہیں دکھایا - حالانکہ رضا ربانی صاحب ایک اچھے انسان ہیں، انہوں نے یہاں floor پر کہا کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا- اسی شام انہوں نے پورے سینیٹ کو blank دکھا دیا - بے شک آپ ریکارڈ منگوائیں، آپ دیکھیں گے -

جناب چیئرمین، اس کو take up کریں گے -آپ دوسرے ساتھیوں کو بھی موقع دے دیں-We will take it up-

سینیٹر آغا پری گل، آخری بات - میں نے بلوچستان کے بارے میں جو تقریر کی تھی، اگر میرے points میں سے ایک بھی point کاٹا گیا اور بلوچستان کے ساتھ ناانصافی ہوئی اور فوراً بلوچستان کا بجٹ ان کو نہیں دیا گیا تو ہم بلوچستان والے، فرنٹیئر والے، سندھ والے، پنجاب والے جا کر گیٹ کے سامنے بیٹھیں گے اور ماتم کریں گے اور رونا دھونا کریں گے - شکریہ-

جناب چیئرمین، کل میٹنگ ہوئی ہے - پرائم منسٹر صاحب نے ان کو گرانٹ دی ہے - سیمیں صدیقی صاحبہ-

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، شکریہ جناب چیئرمین - میرے points of order تھے - میں banks کے حوالے سے بات کروں گی - میں نے آپ کو بھی application دی ہوئی ہے - بے شک private banks ہیں - یہاں پہلے بھی ایم سی بی کے کریڈٹ کارڈ کی recovery کے سلسلے میں بات ہوئی ہے - میرے پاس بھی ایک ایسا ہی کیس آیا تھا - جس بندے نے دو لاکھ تیس ہزار روپے HBL سے loan لیا تھا اور وہ اسے برابر ادا کر رہا تھا۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، جناب وہ ایک flexi loan ہے جو پانچ سال میں payable ہوتا ہے۔ لیکن اس آدمی نے سوچا' اس کا نام ابھی میرے ذہن میں نہیں ہے' This is, I think ارشد محمود ' تو وہ بینک والوں کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری جو بقایا رقم ہے' اگر آپ مجھ سے principal لے لیں اور اس پر جو mark up ہے' اس کو معاف کر دیں تو میں ایک ساتھ اس کی payment کرنا چاہتا ہوں - پہلے تو recovery والوں نے اس سے کہا کہ آپ اس طرح نہیں کر سکتے - بعد میں اس سے یہ کہا گیا کہ آپ default کر جائیں تو پھر ہم آپ کو mark up معاف کر دیں گے اور پھر آپ pay کر دیں - یہ بینک کے recovery officer کے الفاظ ہیں کہ اگر آپ regularly کریں گے تو آپ کو کوئی benefit نہیں ملے گا اور ہم اس طرح mark up معاف نہیں کر سکتے۔ بینک کی ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے - مجھے اس کا علم نہیں ہے کہ بینک کی کیا پالیسی ہے - دو تین مہینے اس نے payment default کیا اور جب وہ دوبارہ ان کے پاس گیا کہ یہ میرا ہو گیا ہے اور میں payment کرنا چاہتا ہوں تو اس کو وہاں پر حبس بیجا میں رکھا گیا اور سیکورٹی گارڈ سے کہا گیا کہ اگر یہ یہاں سے ملنے کی کوشش کرے تو اس کو گولی مار دی جائے - اسے خوفزدہ کیا گیا اور اس کے گھر والوں کو threaten کیا گیا۔ میں چاہتی ہوں کہ اس بات کا نوٹس لیا جائے اور عام شہری کو اس طرح کی پریشانی نہ ہو کہ آپ اس آدمی کو زندگی کی دھمکی دیں اور تنگ کریں۔ یہ بات صحیح ہے کہ ہمارا جو قانون ہے....

جناب چیئرمین، مختصر رکھیں - ابھی اور بھی ساتھی ہیں - اذان بھی ہو گئی ہے -

سینیٹر نسیمیں یوسف صدیقی، میری عرض جناب یہ ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ ultimately یہ ہوتا ہے کہ جو default کرتے ہیں' ان سے recovery کے لیے یہی ایک incentive دیا جاتا ہے کہ آپ کا mark up معاف کر دیا جائے گا تو جو لوگ پانچ سال کی ادائیگی کو جلدی ادا کر سکتے ہیں تو ان کو بھی mark up معاف کر دیا جائے۔ یہ میری استدعا ہے اور اس پر انکوائری ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں پہلے تو پروفیسر خورشید صاحب ' جناب نوید قمر صاحب' جناب اسحاق ڈار صاحب ' Leader of the House جناب رضا ربانی صاحب' Leader of the Oposition کامل علی آغا صاحب' کرنل مشہدی صاحب' فاروق نائیک صاحب' احمد علی صاحب' رخسانہ زبیری صاحبہ' انور بھنڈر صاحب' اعظم سواتی صاحب' الیاس بلور صاحب' میرے مخالف ترین کامران مرتضیٰ صاحب' مولانا عبد الغفور حیدری صاحب اور بشمول دیگر رفقائے کار کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے دن رات' انتھک محنت اور کوشش سے amendments اور proposals پر کام کیا۔ اس ہاؤس کو guide کیا۔

جناب چیئرمین، کامران نے بجٹ میں اس پر کیا کام کیا؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، رات کے اندھیرے میں جتنی amendments ہیں' یہ کرتا رہا ہے۔

جناب چیئرمین، مخالف ترین۔

سینیٹر کامل علی آغا، ڈرتے ہوئے اس کا نام لیا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، (ہنستے ہوئے) یہ کامران بڑا بلیک میلر ہے۔

(قہقہے)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، میں پروفیسر خورشید صاحب کو assure کراتا ہوں کہ انشاء اللہ میں اور فاروق نائیک صاحب' as a Senator اور چونکہ اس august House کی طرف سے ہم وہاں as a Minister بیٹھے ہیں تو یہاں کی recommendations کو ہم ماضی کے تلخ

تجربات کی روشنی میں وہاں ردی کی ٹوکری میں آخری دم تک جانے نہیں دیں گے۔ میں آپ سب کا مشکور ہوں۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، ابھی اور ہاتھ نہ اٹھائیں۔ میرے پاس پہلے ہی کافی نام ہیں۔ اذان بھی ہوگئی ہے تو جو نام ہیں، میں ان کو بلاتا جاتا ہوں۔ مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب والا مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ اجلاس prorogue ہو رہا ہے۔ ابھی مجھے پتا چلا۔ بہرصورت، ایک ایسا موضوع تھا جو point of order پر میں نے پیش کرنا تھا، وہ بجٹ اجلاس میں پیش نہیں ہو سکتا تھا۔ میں اپنے ساتھ documents نہیں لایا۔

جناب چیئرمین، آپ ذکر کر دیں، document بعد میں بھجوا دیجیے گا۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، میں عرض یہ کر رہا ہوں۔ بنیادی طور پر تمام ہاؤس کو، فنانس کمیٹی، Leader of the House, Leader of the Opposition، آپ کو، تمام ممبران کو مبارک باد دیا ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے بجٹ اجلاس میں اپنا share کیا، بحث کی، تجاویز دیں اور پھر کمیٹی میں متفقہ recommendations بنائیں اور جو اختلافی تھیں، آخر میں ان پر بھی اتفاق ہوا۔ امید ہے کہ آئندہ بھی یہ جمہوری رویہ اپنایا جائے گا۔ مجموعی طور پر عوام کی سہولت کے لیے بہت اچھی تجاویز آئیں اور پھر Leader of the House نے یہ کہا کہ انشاء اللہ sales tax کو اگر موقع ملا تو withdraw بھی کیا جا سکتا ہے تو اس رویہ پر سب مبارکباد کے مستحق ہیں۔

میرا ایک چھوٹا سا مسئلہ تھا کہ ہماری پارٹی کے بنوں سے سیکرٹری ہیں، وہ بہت اچھے سیاسی کارکن ہیں۔ پولیس وہاں بھتہ لیتی ہے، ظلم و جبر کرتی ہے تو وہ اس پر احتجاج کرتے ہیں اور اس حوالے سے پولیس نے وہاں ان پر بڑا ظلم کیا اور ہمارا ایک دوسرا ساتھی ہے جس کو مارا، پیٹا، اس کے documents میرے پاس تھے، اب بھی وہ documents میرے گھر میں ہیں لیکن یہاں نہیں لا سکا۔

جناب چیئرمین، آپ مجھے دے دیجیے گا، میں forward کر دوں گا اور ساتھ ہی میں

حاجی عدیل صاحب اور بلور صاحب سے request کروں گا کہ وہ بھی اس میں معاونت کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : یہ چونکہ صوبائی مسئلہ ہے' اس لیے صوبائی گورنمنٹ اس کو دیکھے اور وہاں جو پولیس افسران زیادتی کرتے ہیں' سب لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ political workers ہیں اور بڑے democratic workers ہیں' ان کا نام حامد علی شاہ ہے۔بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے آپ documents دے دیں' انشاء اللہ we will take it up.رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان ، جناب چیئرمین ! honourable Senator Zafar Iqbal Sahib کا جو question تھا' میں اس کے بارے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ COMSTECH Ministry of Science and Technology کو اپنی information نہیں بھیج رہا' اس لیے کہ COMSTECH اس طرح کا ادارہ ہے جیسے UNESCO, UNICEF یا دیگر international ادارے ہیں۔ ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب سے میری بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ matter آپ کی کمیٹی میں آ جائے تو میں ظفر اقبال چوہدری صاحب کو ان کے جو بھی سوالات ہیں' ان کے مطابق in camera briefing دے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین ، میں بھی چوہدری صاحب سے ذکر کر دوں گا' آپ بھی بات کر لیجیے گا۔

سینیٹر رزینہ عالم خان ، اگر آپ اجازت دیں اور اس کو مہربانی فرما کر کمیٹی کو ریفر کر دیں تو پھر میں----

جناب چیئرمین ، میں mover سے بات کر کے ہی کر سکوں گا۔ میں ظفرصاحب سے بات کر کے اگر ان کو اعتراض نہ ہوا تو میں کر دوں گا۔ ویسے بھی آپ اپنی کمیٹی میں یہ issue take up کر سکتی ہیں۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، میں آپ کی اجازت سے' اگر آپ کہیں تو---

جناب چیئرمین، ہاں بے شک' اپنی کمیٹی میں take up کر لیں۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، چونکہ دونوں میری کمیٹی سے متعلقہ ہیں۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ OGRA نے جو گیس کی قیمتیں 30% تک بڑھائی ہیں' اس کے بارے میں کہنا چاہتی ہوں کہ پرائم منسٹر صاحب کے پاس اس کی proposal گئی ہوئی ہے تو میں یہ کہتی ہوں کہ جہاں ہم عوام اور مہنگائی کی بات کرتے ہیں' اس کا تمام prices پر بہت بڑا effect ہو گا' مہربانی کر کے اگر ہمارے Leader of the House, Prime Minister Sahib کو کہیں کہ وہ اس کو منظور نہ کریں اور جناب! 30% کی تو کوئی justification نہیں ہے۔ یہی میرا دوسرا point تھا۔ Thank you.

جناب چیئرمین، میں ممبران سے عرض کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے مختصر رکھیں' کافی نام رہتے ہیں۔ جی جاوید اشرف صاحب۔

سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف، میں اس issue پر صرف ایک point کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دو تین سالوں سے سینیٹ میں COMSTECH سے information مانگی جا رہی ہے اور deny کیا جا رہا ہے۔ Ministry of Science and Technology جب بھی COMSTECH کو لکھتی ہے' وہ refuse کر دیتے ہیں چونکہ Government of Pakistan اس کو پیسے دیتی ہے' ہر سال Government of Pakistan اس ادارے کو ایک ملین ڈالر دیتی ہے' اس لیے یہ سینیٹ کا حق ہے کہ اس کے بارے میں اس ادارے سے پوچھا جائے کہ چونکہ یہ پیسے پاکستان گورنمنٹ نے دیئے ہیں' کدھر' کس چیز پر خرچ ہو رہے ہیں۔ ظفر اقبال صاحب کو in camera briefing دینے کا کوئی مقصد نہیں ہے' یہاں پورے سینیٹ کو بتایا جائے۔

جناب چیئرمین، نہیں مگر Government of Pakistan, co-contributer ہے یا اس میں کچھ اور بھی countries کی membership ہے؟

سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف، جناب! یہ OIC کا ادارہ ہے' اس میں سب ممبر ہیں لیکن آج تک اس کو total sustenance Government of Pakistan کر رہی ہے۔ سعودی عرب نے اس دفعہ ایک لاکھ ڈالر دیئے ہیں' ایک لاکھ ڈالر وہ غریب' فقیر کو

دیتے ہیں اور وہ اس ادارے کو سال میں ایک لاکھ ڈالر دے رہے ہیں تو اس ادارے کو مذاق بنایا ہوا ہے۔ یہ پاکستان گورنمنٹ پر total burden ہے۔

جناب چیئرمین: یہ کس کے ماتحت ہے؟ OIC secretariat کے ماتحت ہے، independent ادارہ ہے، یا گورنمنٹ کے ماتحت ہے؟

سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جناب! یہ OIC کا ادارہ placed in Islamabad ہے لیکن اس کو funding Government of Pakistan کرتی ہے اور یہ اس پیسے سے ہر سال ایک کانفرنس کرتے ہیں جس میں سارے Islamic countries کے ministers آتے ہیں، آ کر lunch اور تقریریں کر کے چلے جاتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک ملین ڈالر بچانے سے آپ کے بجٹ کو فائدہ ہو گا۔

جناب چیئرمین: میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ I will call the members also and the Chairman of the Education Committee. محفوظ صاحب۔

(Interruption)

سینیٹر لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: میں کہتا ہوں، جو بھی briefing دینی ہے، سینیٹ کو دیں why in camera to Zafar Iqbal only.

سینیٹر ملک ممتاز حسین محفوظ: جناب! میرا سوال PIA سے متعلق ہے۔ صوبہ بلوچستان کی سرحدیں ہی پختونخواہ سے نہیں ملی ہوئیں بلکہ ہمارا کلچر، زبان اور وہاں پر رشتہ داریاں بھی ہیں۔ پہلے PIA کی پرواز direct کوئٹہ سے پشاور جاتی تھی، وہ بند کر دی گئی۔ پھر کوئٹہ سے ژوب، ژوب سے ڈیرہ اسمٰعیل خان، ڈیرہ اسمٰعیل خان سے پشاور جانے والی پروازیں بھی بند کر دی گئی ہیں۔ اب لوگوں کو بہت دقت ہوتی ہے، پہلے مسافروں کو کوئٹہ آنا پڑتا ہے پھر وہ اسلام آباد آتے ہیں اور اگر خواتین ہوں تو پھر کوئی مرد پشاور سے by road آتا ہے اور ان کو لے کر جاتا ہے۔ اگر ان پروازوں کو دوبارہ شروع کیا جائے۔

جناب چیئرمین: PIA سے take up کرلیں گے لیکن چونکہ جہازوں کا مسئلہ ہے۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ آج کا دن بڑا اچھا ہے جو بھی سینیٹر کھڑا ہو رہا ہے' وہ مبارکباد دے رہا ہے۔ Treasury Benches سے بھی مبارک دی جا رہی ہے' ادھر سے بھی مبارکباد دی جا رہی ہے۔ میں بھی سوچ رہا ہوں کہ مبارکباد دوں تو میں بشمول آپ سب کو آنے والی عید کی مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی جھگڑا صاحب۔

سینیٹر اقبال ظفر جھگڑا، سب سے پہلے جیسا کہ حاجی عدیل صاحب نے سب کو مبارکباد دی ہے' میں بھی ان سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ڈار صاحب کہہ رہے ہیں' میں بڑی عید کی مبارک دے دیتا ہوں لیکن مبارکباد کے ساتھ ساتھ کچھ افسوسناک حالات بھی ہیں' جن کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ کل رات تقریباً تین بجے ایک شہری نے کہیں سے نمبر لے کر مجھے پشاور سے ٹیلیفون کیا اور کہا کہ لوڈ شیڈنگ کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ ہمارے بچے رو رہے ہیں اور لوگ گھروں سے نکل کر اپنے بچوں کے ساتھ سڑکوں پر بیٹھے ہوئے ہیں یعنی ظلم کی انتہا ہوگئی ہے۔ پشاور میں چھ تا آٹھ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے' اس کا نوٹس لیا جائے اور اس کا سد باب ہونا چاہیے۔ Honestly, لوگوں کی حالت دیکھنے والی ہے' میں نے خود بھی دیکھا ہے۔ دیکھیں ہم تو جنریٹر لے کر گزارہ کر لیتے ہیں لیکن جن لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ان کے بچے رات کو روتے ہیں اور وہ سڑکوں پر بیٹھے ہوتے ہیں' ان کے بارے میں ضرور سوچنا چاہیے اور اس کا نوٹس لے کر فوری طور پر اس کا سد باب ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جناب چیئرمین! میں مختصراً کہوں گا کہ اگر آپ نے بجٹ میں revenue زیادہ کرنا ہے تو قائدین حزب اقتدار' حزب اختلاف اور ساتھ ہی ڈار صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں' میں آپ کے سامنے ایک چیز کی نشاندہی کر رہا ہوں اور پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو کافی revenue آپ کو مل سکتا ہے۔ میری knowledge میں ہے کہ اس وقت Neelum Project, Lawari Top, Motorway اور دوسری sites پر ہزاروں illegal dump trucks, جنہوں نے کوئی کسٹم ڈیوٹی نہیں دی' اس

میں مرسیڈیز ٹرک چل رہے ہیں، آپ مہربانی کر کے کسٹم والوں سے پوچھیں تو ایک بھی مرسیڈیز ٹرک کا ریکارڈ ان کے پاس نہیں ملے گا۔ یہ افغانستان کا بارڈر cross کر کے آتے ہیں اور ہمارے یہاں جو legal transport business کر رہے ہیں، وہ باقاعدہ ٹیکس اورکسٹم ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ ذرا دیکھیں کہ ان projects پر کئی ہزار ٹرک کام کر رہے ہیں، دوسرے ملک سے غیر قانونی طور پر آ رہے ہیں، جنھوں نے کسٹم ڈیوٹی نہیں دی، اگر آپ اس پر ذرا توجہ دیں تو آپ کو یہاں سے اربوں روپے کسٹم ڈیوٹی مل سکتی ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہاں اس سے پہلے بھی ایک دفعہ House میں بات ہو چکی ہے اور یہ بات کمیٹیوں میں بھی ہوئی ہے کہ جب ہم لوگ، سیاستدان بنکوں میں اکاؤنٹ کھولتے ہیں، جیسا کہ ابھی میری بہن سیمیں نے بھی بنکوں کے بارے میں ایک بات بتائی ہے کہ اگر ان کو پتا چلے کہ کوئی MNA or Senator ہے تو ایک تو وہ credit card نہیں دیتے، دوسرا کسی بھی ضروری چیز کے لیے ہمیں loan نہیں دیتے۔ میں پانچ سال سے کوشش کر رہی ہوں، میں ایک چھوٹا سا ہسپتال بنانے کے لیے loan لینا چاہ رہی ہوں مگر وہ نہیں دے رہے۔ جناب والا! یہ discrimination کیوں ہے؟ ہم کیا باعزت شہری نہیں ہیں؟ یا تو سیاستدانوں کو اربوں روپے دیتے ہیں جو کہ بعد میں معاف ہو جاتے ہیں اور یا یہ ہے کہ ہمیں پچاس، دس یا بیس لاکھ کا loan نہیں دینا چاہتے بلکہ credit card نہیں دینا چاہتے۔ جناب والا! سارے بنکوں کا یہی حال ہے، آپ اس کا نوٹس لیں، پتا کریں Banking Council یا State Bank سے پوچھیں کہ یہ کیا ہے، یہ کیا چیز ہے؟ میں نے اس دن اسی لیے سوال اٹھایا تھا کہ یہ 60, 70 billion معاف کئے گئے ہیں، یہ کیوں کئے گئے ہیں؟ یہ ہمیں صحیح کام کرنے کے لیے بھی پیسہ نہیں دیتے تو ملک کی development کیسے ہو، کوئی رفاہ عامہ کے لیے کام کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے بھی پیسہ نہیں دیتے۔ جناب والا! آخر کیوں نہیں دیتے، آپ اس بات کا notice لیں، جس طرح چاہیں deal کریں کیونکہ اس طرح کی کافی شکایات ہیں۔ یہ ایسا ہے کہ اگر ان کو کوئی شک ہے تو وہ record دیکھ لیں کہ انہوں نے

زندگی میں کبھی کوئی loan لیا اور واپس نہیں کیا یا یہ defaulter ہیں پھر انہیں حق ہے کہ ہمیں refuse کر دیں، اگر کوئی شخص defaulter نہیں ہے یا اس نے کبھی bank سے loan نہیں لیا ہے اور اب کسی چیز کے لیے بھی لینا چاہتا ہے تو اسے loan دیں۔ پچھلے دنوں میں روزگار scheme چلی تھی، میں نے دو، تین غریب لوگوں کی applications sign کر کے دی تھیں کہ ان کو قرضہ دیا جائے، وہ بےچارے ہمارے signs کی وجہ سے مارے گئے، اگر میں شاید sign نہ کرتی تو ان کو کچھ مل جاتا، یہ اس طرح کی بات ہے۔ جناب والا! یہ کافی serious معاملہ ہے تو جو لوگ کسی کام کے لیے اتنا پیسہ generate نہیں کر سکتے، loan کسی چیز کے لیے ضرورت ہے، آپ مکان بنانا چاہتے ہیں، گھر بنانا چاہتے ہیں اور کوئی رفاہ عامہ کا کام کرنا چاہتے ہیں---

جناب چیئرمین، آپ ذرا مختصر سا رکھیں تاکہ اور ساتھی بھی بول لیں۔

سینیٹر گلشن سعید ، کوئی کسی چیز کا business کرنا چاہتے ہیں، سب لوگ جو senators ہیں، وہ اپنے اپنے کام بھی کرتے ہیں۔ جناب والا! میں چاہتی ہوں کہ آپ اس بات کا notice لےکر پتا کریں کہ آخر یہ کیا ہے، ان کو کیوں منع کیا گیا ہے؟ ہم خود سارے senators meeting کر سکتے ہیں، جنہوں نے آپ سے پہلے شکایت کی تھی اور میں بھی کر رہی ہوں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین ، کلثوم پروین صاحبہ۔ اب اور نام add نہیں کر سکتا کیونکہ اجلاس ختم کرنا ہے،اس لیے مہربانی کر کے ہاتھ نہ اٹھائیں۔ آپ کے لیے نہیں ہے، آپ کو میں بلاؤں گا، نہیں بلالوں گا، آپ پہلے نہیں تھے۔

سینیٹر کلثوم پروین ، جناب چیئرمین! میں دونوں طرف بیٹھے ہوئے House کے ممبران کا، خاص کر Leader of the Opposition and Leader of the House کا شکریہ ادا کروں گی۔ جناب! ایک چیز کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ میرا اور میری party کا موقف کھل کر سامنے آ گیا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ جمہوریت پھلے پھولے۔ پیپلز پارٹی کی coalition Government ہے، ان کے پانچ سال پورے ہوں اور یہ اچھے طریقے سے پاکستان کو چلائیں۔

جناب! میرا بہت مختصر سا point of order ہے کہ Government نے ایک گھنٹہ time آگے کیا ہے، مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ time ایک گھنٹہ آگے کرنے سے کیا فائدہ ہوا یا کیا نقصان ہوا، کس طریقے سے بچت ہوئی۔ مجھے جس وقت صبح نماز پڑھنی ہوتی ہے تو میں اٹھ جاتی ہوں، بچوں نے جس time پر سکول جانا ہوتا ہے، چلے جاتے ہیں بلکہ اس ایک گھنٹے سے disturbance ہو رہی ہے کہ جی پرانے والے نو بجے یا نئے والے نو بجے۔ میرا خیال ہے کہ مجھے اس بات کی logic سمجھ نہیں آئی کہ جیسے پہلے time تھا، اسی time پر واپس آنا چاہیے۔ جناب! اگر دوران session کوئی میرے منہ سے آپ یا کسی اور member کے بارے میں غلط بات نکل گئی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب چیئرمین، بڑی اچھی بات ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے، میرے علم میں نہیں ہے۔ طاہرہ لطیف صاحبہ۔ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، سب سے پہلے میں رضا ربانی صاحب Leader of the House کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے بڑا زبردست ناشتہ کروایا ہے۔ جناب چیئرمین! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری party نے blame game ختم کیا اور یہ روایت ڈالی کہ ہم نے بات بات پر walk out نہیں کیا اور نہ ہم نے اتنا criticise کیا ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ بجٹ کے معاملے میں بہت تعاون کیا ہے اور خاص طور پر ہمارے لیڈران احمد علی صاحب، کامل علی آغا اور سب نے مل کر ان کے ساتھ بہت ہی تعاون کیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے بجٹ میں جب ہمارے بجٹ کی کاپیاں distribute کی گئیں تو وہ پھاڑ کر پاؤں کے نیچے روندی تھیں، مجھے یاد ہے کہ Opposition نے پڑھنے کی بجائے پاؤں کے نیچے روند دیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، بنگزئی صاحب۔ میں ابھی آپ کے پاس آتا ہوں، بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب! میں نے کب بولا ہے، جناب! آپ آج کا record دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین، پانچ دفعہ کھڑے ہوئے تھے لیکن بولے نہیں تھے، پانچ دفعہ کھڑے

ضرور ہوئے تھے لیکن بولے نہیں تھے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب! یہ ان کی محبت ہے کہ ان کو بار بار میں ہی نظر آتا ہوں' یہ ان کی محبت ہے وگرنہ آپ record check کرلیں' میں نے آج بالکل بات نہیں کی ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں' میں نے وضاحت کر دی ہے' پانچ دفعہ کھڑے ہوئے تھے لیکن بولے نہیں تھے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میں اپنی بہن محترمہ پری گل آغا صاحبہ---

جناب چیئرمین، آپ ذرا مختصر سا رکھیں کیونکہ ہمارے کافی ساتھیوں کے نام باقی ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ،انہوں نے P.T.V کے حوالے سے بات کی' میں نے یہاں سے جا کر فوراً اپنے staff سے کہا ہے کہ M.D اور Minister صاحب کو بلالیں تاکہ پورے House سے ہمیں ان کی بار بار شکایات مل رہی ہیں' یہ نہیں ہونا چاہیے اور میں نے ان کو خصوصاً یہ ہدایت بھی کی ہے کہ جو حزب اختلاف ہے اور حزب اختلاف کی benches پر بیٹھنے والے ہمارے دوست ہیں' ان کو ضرور دکھائیں بلکہ زیادہ دکھائیں' ان کو ہماری نسبت زیادہ دکھائیں۔ میں نے ان کو باقاعدہ یہ written کہا ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، یہ تسلی رکھیں ۔ انشاء اللہ اخباروں کے متعلق بھی directive جاری کریں گے لیکن میں نے P.T.V کو فوری طور پر notice دیا ہے بلکہ ان کو directive دے دیا ہے۔

جناب چیئرمین ، شکریہ ۔ نیلوفر بختیار صاحبہ ۔ نیلوفر بختیار صاحبہ has the floor, please,let us hear her.

سینیٹر نیلوفر بختیار ، جناب! ماحول بہت خوشگوار ہے لیکن میں تلخ بات کرنے جا رہی ہوں' اتنی دیر سے مبارکبادوں کا سلسلہ ہے' شکریہ کا سلسلہ ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ بحیثیت ایک

Senator کے میں کسی بات کی مستحق ہوں کیونکہ میں نے ابھی باہر جا کر عوام کو face کرنا ہے، ہم بحیثیت Senators of Pakistan 1% GST واپس نہیں کرا سکے۔ جناب والا! مجھے اس بات پر شرم آتی ہے کہ یہ کوئی مسئلہ کشمیر نہیں تھا، نہ افغانستان سے فوجیں واپس بلانے کا مسئلہ تھا، ہم نے جس پر consensus create کیا، میں پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں سے یہ appeal کرتی ہوں کہ اگر وہ پاکستان کے غریب کی بات کرنا چاہتے ہیں تو اس مسئلے پر consensus کریں، 1% GST کو واپس ہونا چاہیے۔ جناب! یہ میری appeal بھی ہے اور demand بھی ہے۔

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! یہ پہلی دفعہ روایت قائم ہوئی ہے کہ دونوں اطراف سے متفقہ طور پر جو recommendations تھیں، ان پر اتفاق ہوا، یہ بڑی اچھی بات ہے، دونوں اطراف خراج تحسین کی مستحق ہیں۔ میری ایک تجویز ہے کہ اگر Leader of the Opposition اور Leader of the House دونوں Speaker صاحبہ سے ملیں اور نوید قمر صاحب سے بھی ملیں اور ان recommendations کو وہاں پیش ہونے سے پہلے ملیں۔ ہمارے ministers National Assembly میں ہیں، ان سے کہیں کہ اس دفعہ کم از کم وہاں پر ان recommendations پر seriously بحث کریں، ان میں سے کچھ شامل کریں تاکہ یہ ایک روایت ہے کہ گفتند، نشتند، برخاستند، یہ اس دفعہ نہیں ہونا چاہیے پھر یہ مبارک کے مستحق ہیں۔ میری دوسری بات یہ ہے---

جناب چیئرمین، ایک ہی بات پر رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، بالکل جی۔ میں نے پہلے اجلاس میں اور اس اجلاس کے دوران--- کیونکہ ہم پر پابندی تھی جو سیلاب زدگان تربت اور کیچ میں اس سخت گرمی میں خیموں میں رہ رہے ہیں اور ہمارا تعلق بھی وہاں سے ہے اور ہم ابھی ان کو face کرنے کے لیے وہاں جا رہے ہیں۔ ہمارے رضا ربانی صاحب متوجہ ہوں، رضا ربانی صاحب! آپ نے اس House میں ہمیں کہا تھا کہ 8 ارب روپے approve ہونے ہیں، ہم وہ صوبوں کو transfer کریں گے،

وہ process ابھی تک complete نہیں ہوا ہے۔ میں اور ڈاکٹر عبدالمالک جب یہاں سے تربت جائیں گے، ہم نے ان سیلاب زدگان سے promise کیا، وعدہ کیا کہ آپ کو 8 ارب روپے کا جلد ہی یہ relief ملے گا۔ یہ جون، جولائی کی سخت گرمی ہے، ہم ابھی وہاں جائیں گے اور لوگ ہمیں گریبان سے پکڑیں گے اور کہیں گے کہ آپ نے Senate میں کونسی تلوار ماری ہے، بجٹ پر recommendations دے دیں اور 15, 20 دن ضائع کئے اور ہماری کوئی دادرسی نہیں ہوئی۔ اگر رضا ربانی صاحب ایک meeting ہماری اور ڈاکٹر عبدالمالک کی وزیر خزانہ سے، City خزانہ سے arrange کریں یا آپ اس کو متعلقہ کمیٹی کو بھیجیں۔ ہم within three days, within five days انتظار کریں گے تاکہ ہم یہ خوشخبری لے کر جائیں کہ وہاں تربت کے جو غریب اس سخت گرمی میں انتظار میں ہیں، وہاں پنکھا بھی نہیں ہے، جناب! وہاں پر 50, 52 درجے گرمی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ اس پر ruling دیں اور ہمیں رضا ربانی صاحب اس کا بتائیں وگرنہ میں as a Treasury Bench مجبور ہوں کہ میں walk out کروں پھر یہ ہمارے لیے مناسب نہیں ہو گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! کل ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے یہ مسئلہ Finance Minister صاحب کے ساتھ اٹھایا تھا جب وہ یہاں پر تھے اور Finance Minister نے ان کو اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ phases میں وہ پیسے release ہو رہے ہیں۔ کل جو meeting ہوئی تھی جس میں Chief Minister اور بلوچستان کے دیگر elected لوگ موجود تھے اور وزیر اعظم صاحب تھے، وہاں پر یہ بات طے ہوئی ہے تو in a phased manner that fund is being released.

جناب چیئرمین: جناب الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں Leader of the House and Leader of the Opposition کا بہت مشکور ہوں کہ آج انہوں نے ایک ایسا ماحول پیدا کیا اور magnanimity دکھائی اور خاص طور پر Leader of the House نے in the very beginning اتنی magnanimity دکھائی کہ جو Privilege Motion میرے ذہن

کے مطابق درست تھا کیونکہ میں بھی پرانا politician ہوں ' political worker اور parliamentarian بھی ہوں لیکن انہوں نے magnanimity دکھائی ' اس کو accept کیا اور Leader of the Opposition نے بھی کافی magnanimity دکھائی ' اس پر میں ان دونوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں ہاؤس کے اس side پر بیٹھے ہوئے دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دفعہ جو ہماری recommendations گئی ہیں وہ انشاء اللہ جنرل امیرحسین کی طرح ردی کی ٹوکری میں نہیں پھینکی جائیں گی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہماری recommendations جب یہاں سے گئی تھیں ' ہم اُدھر بیٹھے ہوئے تھے اور جنرل امیرحسین جو سپیکر تھے۔ وہ چوہدری تھے یا جنرل تھے؟ میں انہیں جنرل کہتا ہوں کیونکہ جرنیلوں کے نمائندے جنرل ہی ہوتے ہیں۔ چوہدری امیرحسین صاحب نے within ten minutes ہماری ساری recommendations کو reject کر دیا تھا۔

جناب چیئرمین : اس میں Presiding Officer کا کیا role ہے وہ تو ہاؤس کا جیسا ووٹ ہو گا وہ ویسے ہی کرے گا۔ اس میں اس کا کیا قصور ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور : جیسے جنرل کامل علی آغا صاحب ہیں ' انہوں نے اٹھا کر پھینک دی تھیں۔ انشاء اللہ it will be considered definitely. مجھے یقین ہے۔

جناب چیئرمین : کرنل مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: My point of order has been pending before your honour for the last four, five days. It is a matter of grave concern and it is a very serious matter. We the Senators from Karachi and Sindh infact also Balochistan, they have also come to our rescue, we have shouted ourselves hoarse and nobody has paid any attention.

My point of order is regarding the power outrages in Karachi. The load shedding, we can no longer call it load shedding because some

of the areas of Karachi do not get electricity for two to three days at a time and the rest of Karachi is having load shedding for 12 to 16 hours a day. Now, this is causing great hardship and misery to all the inhabitants of Karachi, interior of Sindh and the same is the situation in Balochistan. But it is also causing a great loss to the nation because the industrial centre of Pakistan is at a stand still. The people are out in the streets, the people are outraged and they are being controlled very very difficultly. Unless the Government takes notice of this grave injustice that is being done to the largest city of Pakistan, I fear the things will go from bad to worse and from worse to the point of no return. I have the greatest personal regard and respect for the Leader of the House, therefore, I request him to give me an undertaking that he will talk to the Minister who is responsible for the darkness and try to do something for the city. I know that he loves Karachi and the province also. We must get electricity restored and this can only be done if KESC is taken to task for all these miseries which have come about same in Sindh, KESC was auctioned to some out siders. Thank you very much Mr Chairman.

جناب چیئرمین، جی بلور صاحب اب کیا کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, my personal and my party explanation. Today it in the newspaper quoted from Asif Ali Zardari. His name was given that ANP and MQM, they are not wanting the impeachment of President. Let me categorically as a worker of ANP.... Let me tell you that yesterday also I spoke against the President over here. I

will still speak and we are not in the favour of the President. President should leave as soon as possible.

ان کو چاہیے یہ تھا کہ 18 فروری کے بعد خود استعفیٰ دے دیتے۔ let it be clarified to the House over here that we are not in the favour of the President at all. یہ misquote کیا گیا ہے یا misconception دی گئی ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Abbas Kumaili is not here. Dr. Muhammad Ali Brohi.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں پارٹی کے Senior Vice President کی حیثیت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ایک دفعہ بول چکے ہیں، اسی وقت کر دیتے، اب دو دو دفعہ ایک آدمی بولے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جو بھی سیاسی پارٹیاں مشرف صاحب کا احتساب کرنا چاہتی ہیں، ان کی impeachment کرنا چاہتی ہیں، ہمارے ووٹ آپ کے ساتھ ہوں گے، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

(Thumping of desks)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر محمد علی بروہی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: Thank you چیئرمین صاحب۔ سب سے پہلے تو میں Leader of the House, Leader of the Opposition, اور خصوصاً آپ کو، ہمارے احمد علی صاحب اور جو دوسرے کمیٹی کے ممبران تھے، ان کو اس اہم بجٹ کے حوالے سے مبارکباد پیش کروں گا۔

Mr. Chairman: Let's hear the honourable member.

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: جناب! میرا point of order یہ تھا اور میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ ہمارے پورے ملک میں جس طرح

hepatitis پھیل رہا ہے اور جتنی تیزی سے infected cases آ رہے ہیں' ان کی figure تقریباً 10 million ہو چکی ہے اور دن بدن زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ Leader of the House رضا ربانی صاحب' Prime Minister صاحب اور آپ کی توجہ طلب ہے کہ یہ کافی serious مسئلہ ہے اور hepatitis تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس کے لیے ایک crash programme کریں' بیرونی ممالک میں donors کو بھی کہا جائے۔ اس حوالے سے ہماری جو Minister of Health ہیں ان کو بھی عرض ہے کہ جلدی کریں یہ بہت بڑا problem ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی awareness media میں دیں' یہ کافی channels and papers میں دیں کیونکہ جب تک عوام کو نہیں پتا چلے گا کہ کن چیزوں کی وجہ سے یہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پولیو کی مہم شروع کی تھی' اسی طرح کی مہم کی بھی ضرورت ہے۔ Kindly اس پر توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ یہ انسانیت کا مسئلہ ہے۔ کافی لوگ اس سانحہ سے متاثر ہوں گے۔

جناب! دوسرا آخر میں ایک point تھا کہ کم ازکم -----

جناب چیئرمین: کتنے points لیں گے بروہی صاحب' ایک point رکھیں' point of order ہے' points of order تو نہیں ہیں۔

سینیٹر محمد علی بروہی: بس جناب یہ آخری point ہے۔ جناب! 15% GST پر جو 1% GST بڑھا رہے ہیں' اس سے 7.5% مزید مہنگائی بڑھ جائے گی۔ جیسے رضا ربانی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہر چیز پر مہنگائی بڑھ جائے گی اور انہوں نے وعدہ بھی کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو دوسرے مگرمچھ بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بھلے ٹیکس لیا جائے لیکن غریبوں پر مزید بوجھ نہ ڈالیں۔ اس سے ہر چیز مہنگی ہو جائے گی اور بڑا crisis آئے گا۔ شکریہ۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کر دوں گا۔ پہلے تو آپ کو اور آپ کے ساتھ ساتھ رضا ربانی صاحب اور ان سے زیادہ کامل علی آغا صاحب' تینوں کو اس سیشن کو اچھا چلانے کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں جو point raise کرنا چاہ رہا ہوں وہ غلام حیدر رئیسانی کے بارے میں ہے۔ جناب! میں ڈاکٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر عبدالمالک آپ کی توجہ طلب کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، میں رضا ربانی صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ وہ وہاں کا local ہے اور caste کا رئیسانی ہے' وہی caste ہے جو کہ وہاں کے C.M کی caste ہے' اسی کے قبیلے کا ہے' اس کے والد کا بھی national Identity card ہے' والدہ کا بھی ہے اور اس کا اپنا بھی ہے۔ اس کو ایران کے حوالے اس pretext پر کیا جا رہا ہے کہ یہ پاکستانی نیشنل نہیں ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کا matter سپریم کورٹ میں آ گیا ہے اور وہاں stay بھی ہے۔ اس پر مناسب نہیں ہے کہ میں بات کروں لیکن جو صوبے میں حالات ہیں ان کے تناظر میں اگر گورنمنٹ اس کو examine کرے تو یہ گورنمنٹ کے لیے بھی اچھا ہے اور ایک اچھا message بھی جائے گا' اگر اس کا حق بنتا ہے تو اس کو حق دلا دیا جائے۔ اور اگر حق نہیں بنتا تو پھر اس کو refuse کردیاجائے مگر میرا خیال ہے کہ document کو رضا صاحب examine کریں تو یہ ایک مناسب بات ہو گی۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین ، جی ' رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! آخر میں ' میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جس خوش اسلوبی سے یہ پورا session چلایا ہے اور اس پورے session میں آپ نے 67 honourable speakers کو اجازت دی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار بجٹ پر کرسکیں اور 67 speakers ایسے تھے جنہوں نے general debate کے اندر حصہ لیا اور اس کے علاوہ 27 speakers ایسے تھے جنہوں نے کل جو defence budget پیش ہوا' انہوں نے اس میں حصہ لیا۔ defence budget والے الگ تھے اور میں آپ کو اس پر مبارکباد بھی دینا چاہتا ہوں اور آپ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں ۔ آج آپ اجلاس کو prorogue کرنے جا رہے ہیں تو یہاں پر میں ایوان کی اطلاع کے لیے آپ کے توسط سے یہ بھی بات سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ اتحادی حکومت نے پارلیمان کی بالا دستی کی بات کی تھی اور ہمیں آج حکومت سنبھالے ہوئے 79 days ہوئے ہیں اور ان 79 days میں سے

for 35 days the Senate has been in session. Thank you sir.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین : Thank you. احمد علی صاحب یہاں نہیں ہیں beginning with him we thank the entire Finance Committee, بھنڈر صاحب ' خورشید صاحب ' اسحاق ڈار صاحب ' صفدر عباسی صاحب' ہارون خان صاحب' پری گل آغا صاحبہ ' نثار میمن صاحب جتنے ہمارے ساتھی ہیں ان سب نے گو کہ اس میں بہت کام کیا ہے

plus all the memebrs who participated in the debate, were very interactive and high threshold, Leader of the Opposition, Leader of the House for the good atmosphere that you and everybody here has created. I think,

یہ جو باہمی تعاون ہے اس سے بہت زیادہ کام ہوسکتا ہے' مل کر ایک متفقہ focus عوامی مسائل پر ہوتا ہے So, this is a good trend اللہ کرے اور میری دعا ہے کہ یہ برقرار رہے اور continue کرتا رہے ۔ فنانس کمیٹی کے سیکرٹری افتخار اللہ بابر صاحب ' ان کے تمام ساتھی جو وہاں ہیں ' سینیٹ سیکرٹریٹ میں راجہ محمد امین صاحب اور ہمارے باقی ساتھی یہاں سینیٹ میں بیٹھے ہیں اور سارے عملے کا میں مشکور ہوں۔ سب نے بڑا کام کیا ہے کیوں کہ یہ بڑا demanding period ہے اور اچھی productivity and high threshold رہا ہے ' ان سب کو بھی میں سراہتا ہوں۔ انشاء اللہ بالکل that is their right اور ہمارے یہاں جو attendants ہیں ان سب کا بھی ' سیکورٹی کے سٹاف ' ہر کسی کے لیے once again جو بھی ہوں Thank you for the compliment but it is more than me آپ سب کا تعاون ہے جس سے یہ ایوان چلتا ہے تو میں تمام ممبران کا بھی مشکور ہوں اور ان کو سراہتا ہوں

and we will adjourn now. The House is in fact to be prorogue. We

prorogue now. بالکل ضروری ہے ' ہمارے پریس کے جو مہربان ہیں ان سب کا بہت مشکور ہوں۔ جس dedication سے انہوں نے cover کیا ہے۔ ٹی وی نے بھی جو کیا ہے ان کے لیے بھی اتنا ہی ' اس حد تک تو کریں لیکن پریس کا بہت مشکور ہوں۔ ہماری بہت لمبی لمبی sittings رہی ہیں تو ان کے ہم بہت مشکور ہیں ' پریس کے مہربانوں کے انہوں نے

coverage کی ہے ان کے بہت مشکور ہیں - and I jsut read out the signed prorogation order.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار ، جناب چیئرمین ! آپ نے ابھی prorogation order پڑھنا ہے-

Mr. Chairman: I just read out the signed prorogation order. Signed by the President. In exercise of the powers conferred by Article 54 (1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conculsion of its business on 18th June, 2008.

Sd/-

Pervaiz Musharraf

President

Islamic Republic of Pakistan

سبحانٰ ربک رب العزت عما یصعفون- وسلم علی المرسلیں ولحمد لله رب العالمین-

----

[The House was then prorogued sine die]